Spot CMYK#Waheed

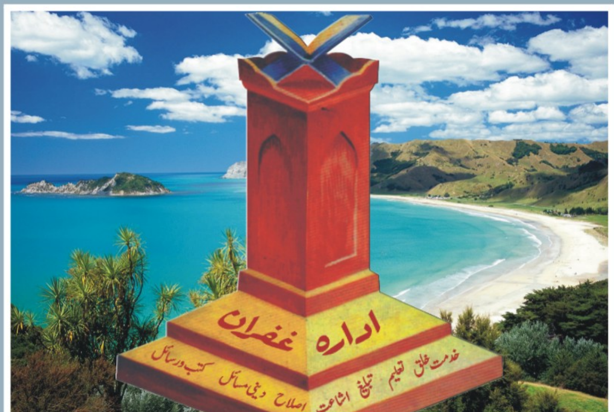

جلد 14 شمارہ 10

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جولائی 2017ء - شوال المکرّم 1438ھ

جولائی 2017ء - شوال المکرّم 1438ھ (جلد 14، شمارہ 10)

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس　مفتی محمد امجد　غفار الحق

فی شمارہ .... 25 روپے
سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈوکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... عید کی اصل مبارک باد کا مستحق .... مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 153)... حفاظتِ نماز وصلاۃِ وسطیٰ اور قنوت کے ساتھ قیام..... // // 4

درسِ حدیث .... موت کی تمنا کرنا (قسط 1) .... // // 22

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (تیسری وآخری قسط) .... مفتی محمد رضوان 28

مباحث روح وبدن (حصہ پنجم) .... مفتی محمد امجد حسین 37

پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 3) .... // // 41

ماہِ جمادی الاخریٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات .... مولانا طارق محمود 43

علم کے مینار: ...... عقل ودانائی میں ابوحنیفہ کا مقام (حصہ دوم) ...... مولانا غلام بلال 45

تذکرۂ اولیاء: .... نبی ﷺ کے وصال کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت ...... مفتی محمد ناصر 49

پیارے بچو! .... ہجرت نبوی (تیسری وآخری قسط) .... مولانا محمد ریحان 53

بزمِ خواتین .... رمضان، عید اور ہماری خواتین .... مفتی طلحہ مدثر 55

آپ کے دینی مسائل کا حل... ہوائی جہاز اور طویل ومختصر دنوں میں روزہ کا وقت.... ادارہ 62

کیا آپ جانتے ہیں؟... رفعِ حاجت یا پیشاب، پاخانے (Toilet) کے آداب (قسط 1)..... مفتی محمد رضوان 74

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ کی مصر کی طرف روانگی .... مولانا طارق محمود 79

طب وصحت .... چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 12) .... مفتی محمد رضوان 82

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز .... مفتی محمد امجد حسین 85

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... مولانا غلام بلال 87

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

عید کی اصل مبارک باد کا مستحق

عیدالفطر ہر سال ماہِ رمضان المبارک کے اختتام پر آتی ہے، جو دراصل رمضان المبارک کی عبادات، خاص طور پر فرض روزوں کی ادائیگی کے شکرانہ کے طور پر رکھی گئی ہے کہ اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے خاص طور پر روزے رکھنے اور تراویح پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، اور رمضان المبارک کے مہینہ کی مبارک و بابرکت گھڑیاں نصیب فرمائیں۔

ظاہر بات ہے کہ جو مہینہ اتنا اہم اور عظیم الشان مہینہ ہو کہ اس میں اسلام کے اہم رکن ''روزہ'' کی فرضیت و ادائیگی کو مقرر کیا گیا، اس مہینہ میں قرآن مجید کا نزول ہوا، اس مہینہ کی مبارک راتوں میں ''تراویح'' کے نام سے ایک اضافی نماز مقرر کی گئی، اور اس میں مکمل قرآن مجید کی قرائت و سماعت کو طے کیا گیا، اس مہینہ میں لیلۃ القدر جیسی مبارک رات رکھی گئی، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینہ کے اندر مسنون اعتکاف کو جاری کیا گیا، اور شکرانہ کے طور پر صدقۂ فطر اور پھر عید کے دن نمازِ عید کو مقرر کیا گیا۔

تو اس مہینہ کے اختتام سے زیادہ اور کون سا مہینہ ہوسکتا ہے، جس کو عید قرار دیا جائے، اس لیے اصل عید منانے اور اس کی اصل مبارک باد کے مستحق بھی ظاہر ہے کہ وہی خوش قسمت مسلمان ہوں گے، جنہوں نے رمضان المبارک کے ان اعمال و احکام کو اچھی طرح ادا کیا، اور نبھایا، پھر خواہ وہ زیادہ اچھا اور عمدہ لباس بھی عید کے دن نہ پہنیں، تب بھی وہ عیدالفطر کی اصل مبارک باد کے منجانب اللہ مستحق ہوں گے، اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیدالفطر کے دن مبارک باد پیش کی جائے گی۔

لہٰذا عید کی اصل مبارک باد کا مستحق ہونے کے لیے رمضان المبارک اور اس کے اصل اعمال کو زیادہ سے زیادہ اہتمام کے ساتھ بجالانا چاہیے، نہ یہ کہ رمضان المبارک کے اصل اعمال کی طرف تو توجہ نہ ہو، اور عید کے دن عمدہ سے عمدہ لباس پہن کر اور عمدہ و لذیذ کھانا تیار کر کے یا کھا کر اور لوگوں سے ''عید مبارک، عید مبارک'' سن کر اور حاصل کر کے اپنے آپ کو عیدالفطر کی اصل خوشی کا مستحق سمجھ لیا جائے۔

اور آج کل بہت سے مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔ اللہ اصلاح فرمائے۔

www.idaraghufran.org

(سورہ بقرہ: قسط نمبر 153، آیت نمبر 238) مفتی محمد رضوان

حفاظتِ نماز وصلاۃِ وسطیٰ اور قنوت کے ساتھ قیام

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیات ۲۳۸)

ترجمہ: حفاظت کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز کی اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے قنوت کے ساتھ (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورآیت میں اللہ تعالیٰ نے تین حکم بیان فرمائے ہیں۔

پہلا حکم تو یہ بیان کیا گیا کہ ’’نمازوں کی حفاظت کرو‘‘

دوسرا حکم یہ بیان کیا گیا کہ ’’خاص طور پر درمیانی نماز کی حفاظت کرو‘‘

اور تیسرا حکم یہ بیان کیا گیا کہ ’’اللہ کے لیے قنوت کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ‘‘

نمازوں کی حفاظت

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں پہلا حکم درجِ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

’’حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ ‘‘ ’’حفاظت کرو نمازوں کی‘‘

نمازوں کی حفاظت کے مذکورہ حکم میں دن رات کی پانچوں فرض نمازیں داخل ہیں۔

نماز کی اسلام میں بڑی اہمیت وتاکید ہے، اور نماز دراصل ایمان کے بعد اسلام کا بنیادی رکن ہے۔

قرآن مجید کی کئی دوسری آیات اور احادیث میں نمازوں کی حفاظت کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ (سورۃ الانعام، رقم الآیۃ ۹۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں آخرت پر، وہی اس (قرآن مجید) پر ایمان لاتے ہیں

www.idaraghufran.org

اوروہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں(سورہ انعام)

اورسورہ مومنون میں کامیاب مومنوں کی صفات کاذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ .أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ .الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورة المومنون ،رقم الآيات ۹ الىٰ ۱۱)

ترجمہ:اوروہ لوگ جواپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں،یہی لوگ ہیں کہ وہ وارث ہوں گے، جوکہ وارث ہوں گے فردوس(جنت)کے،وہ اس(جنت)میں ہمیشہ رہیں گے(سورہ مومنون)

اورسورہ معارج میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ.أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ (سورة المعارج، رقم الآيات ۳۴، ۳۵)

ترجمہ:اوروہ لوگ جواپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں،یہی لوگ ہیں کہ جنتوں میں اکرام کے ساتھ ہوں گے(سورہ معارج)

مذکورہ آیات سے نمازوں کی حفاظت کی اہمیت اورفضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ: رُكُوعِهِنَّ، وَسُجُودِهِنَّ، وَوُضُوئِهِنَّ، وَمَوَاقِيتِهِنَّ، وَعَلِمَ أَنَّهُنَّ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ "أَوْ قَالَ: " وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۳۴۵) [1]

ترجمہ:میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے پانچ نمازوں کی حفاظت کی،ان کے رکوع کی بھی،اوران کے سجدوں کی بھی،اوران کی وضو کی بھی،اوران کے اوقات کی بھی(یعنی ان تمام چیزوں کی رعایت کے ساتھ پانچ نمازوں کا اہتمام کیا)اوراس بات کا یقین بھی رکھا کہ یہ نمازیں اللہ کی طرف سے حق ہیں،تو وہ جنت میں داخل ہوگا،یا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی(مسند احمد)

[1] قال شعيب الارنؤوط:صحيح بشواهده(حاشية مسند احمد)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، عَلَى وُضُوئِهَا، وَمَوَاقِيتِهَا، وَرُكُوعِهَا، وَسُجُودِهَا، يَرَاهَا حَقًّا لِلَّهِ عَلَيْهِ، حُرِّمَ عَلَى النَّارِ "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۳۴۶) [1]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے پانچ نمازوں کی حفاظت کی ان کی وضو کی بھی، اوران کے اوقات کی بھی اوران کے رکوع کی بھی اوران کے سجدوں کی بھی (یعنی ان تمام چیزوں کی رعایت کے ساتھ پانچ نمازوں کا اہتمام کیا) اوراُن کو اپنے اوپراللہ کا حق سمجھا، تو اللہ اُس کو آگ (یعنی جہنم) پرحرام فرمادے گا (مسنداحمد)

مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں کی حفاظت کا اہتمام کرنے سے جہنم سے نجات کی توفیق بھی حاصل ہوتی ہے، اور جنت کی نعمت بھی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم :مَنْ حَافَظَ عَلَى هَؤُلاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ ، وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ (مستدرك على الصحيحين، رقم الحديث ۱۱۲۰، صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۱۱۴۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان پانچ فرض نمازوں کی حفاظت کی، تو وہ غافل لوگوں میں سے نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے کسی رات میں قرآن مجید کی سو آیتوں کی قرائت کی تو وہ عبادت گزاروں میں سے لکھا جائے گا (حاکم، ابنِ خزیمہ)

مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی فرض نمازوں کی حفاظت یعنی ان کو وقت کی پابندی اور تمام ارکان وصفات کے ساتھ اہتمام سے ادا کرنے والے کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت سے غفلت اختیار کرنے والے

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:صحيح، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه كسابقه(حاشية مسند احمد)

[2] قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

وقال الألباني: إسناده صحيح على شرط الشيخين وقد خرجته في الصحيحة 643 (حاشية صحيح ابنِ خزيمة)

www.idaraghufran.org

لوگوں کے صحیفے میں شمار نہیں کیا جائے گا، اور رات میں قرآن مجید کی سو آیتوں کی قرائت کرنے والا رات کو عبادت کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: " مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ بُرْهَانٌ وَلَا نُورٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَهَامَانَ وَفِرْعَوْنَ وَأُبَيِّ بن خلف " (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۱۴۶۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۶۵۷۶) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا، پھر فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی، تو وہ اس کے لئے (قبر وحشر اور آخرت میں) نور اور روشنی ہوگی، اور واضح دلیل بھی ہوگی (جو اس کی طرف سے دفاع کرے گی) اور قیامت کے دن (عذاب سے) نجات کا ذریعہ بھی ہوگی، اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی، تو اس کے لئے (قبر وحشر اور آخرت میں) نہ تو نور وروشنی ہوگی (بلکہ اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا) اور نہ (اس کی طرف سے دفاع کی) واضح دلیل ہوگی اور نہ قیامت کے دن (عذاب سے) نجات کا ذریعہ ہوگی، اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان، اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں کو ضائع کرنے سے آخرت میں جہاں اور عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا، وہاں قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف جیسے کفار ومنافقین کے گروہ کے ساتھ ہوکر رسوائی وذلت اٹھانی پڑے گی۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

مذکورہ احادیث وروایات سے پانچ نمازوں کی حفاظت کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

اور نماز کی حفاظت میں پانچ نمازوں کو اپنے اوقات میں پڑھنے اور نماز کے ارکان اور صفات یعنی رکوع

---

[1] ("لم یکتب من الغافلین ") ، أی: لم یثبت اسمه فی صحیفة الغافلین .("ومن قام بمائة آیة کتب من القانتین ") ، أی المواظبین علی الطاعة أو المطولین القیام فی العبادة (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۳ص ۹۱۰، کتاب الصلاة ، باب صلاة اللیل)

[2] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحیح (حاشیة صحیح ابنِ حبان)

وسجود وغیرہ کو ادا کرنے کی پابندی کرنا ہے۔ [1]

صلاۃِ وسطیٰ

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں دوسرا حکم درجِ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی"

اور (خاص طور پر حفاظت کرو) درمیانی نماز کی'

اس سے معلوم ہوا کہ ویسے تو پانچوں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے، لیکن درمیانی نماز کی حفاظت کا خاص طور پر حکم ہے۔

درمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟

اس میں مفسرین اور اہلِ علم حضرات کے کئی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کے نزدیک اس آیت میں درمیانی نماز سے مراد "عصر" کی نماز ہے، اور بعض کے نزدیک "ظہر" کی نماز مراد ہے، اور بعض کے نزدیک "فجر" کی نماز مراد ہے، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک عصر اور فجر دونوں نمازیں مراد ہیں، کیونکہ یہ دونوں نمازیں دن رات یا نمازوں کے درمیان میں واقع ہیں۔

اس کے علاوہ بھی اہلِ علم حضرات کے کئی اقوال ہیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباری لابنِ حجر، ج۸ص ۱۹۵ الیٰ ۱۹۸، قوله باب حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى)

مگر اکثر حضرات نے درمیانی نماز سے "عصر" کی نماز مراد لی ہے، اور دلائل کی رُو سے یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ متعدد احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے روایت ہے کہ:

---

[1] (حافظوا على الصلوات) الخمس بأدائها فى أوقاتها (والصلاة الوسطى) هى العصر أو الصبح أو الظهر أو غيرها أقوال وأفردها بالذكر لفضلها(تفسير الجلالين، سورة البقرة)

حافظوا على الصلوات بالأداء لاوقاتها والمداومة عليها وإتمام أركانها وصفاتها— اجمع الامة على انها فريضة قطعية يكفر جاحدها— واما تارک الصلاة عمدا فقال احمد يكفر وقال مالك والشافعى وهو رواية عن احمد انه لا يكفر لكن يستتاب فان تاب والا قتل وقال ابو حنيفة لا يقتل لكن يحبس ابدا حتى يموت او يتوب(التفسير المظهرى، ج ۱ ص ۳۳۴، سورة البقرة)

يأمر تعالى بالمحافظة على الصلوات فى أوقاتها وحفظ حدودها وأدائها فى أوقاتها(تفسير ابنِ كثير، ج ۱ ص ۴۸۸، سورة البقرة)

www.idaraghufran.org

أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي: (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى)فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ:(حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) وَصَلَاةِ الْعَصْرِ(وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ) قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم، رقم الحديث ٦٢٩"٢٠٧")

ترجمہ: مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم فرمایا کہ میں ان کے لئے قرآن (کا نسخہ) لکھوں اور فرمایا کہ جب تم مندرجہ ذیل آیت:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ

یعنی ''حفاظت کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز، نمازِ عصر کی، وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ''

پر پہنچو، تو مجھے مطلع کرنا، پھر جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی، تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں اس طرح لکھو:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى (وَصَلَاةِ الْعَصْرِ) وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کو اسی طریقے سے سنا ہے (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمرو بن نافع سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ أَيَّامَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ –صلى الله عليه وسلم–، قَالَ: فَاسْتَكْتَبَتْنِي حَفْصَةُ مُصْحَفاً وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هذِهِ الآيَةَ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلا تَكْتُبْهَا حتى تَأْتِيَنِي بِهَا فَأُمْلِيهَا عَلَيْكَ كَمَا حَفِظْتُهَا مِنْ رَسُولِ الله –صلى الله عليه وسلم–، قَالَ: فَلَمَّا بَلَغْتُهَا جِئْتُها بِالْوَرَقَةِ الَّتِي أَكْتُبُهَا فَقَالَتِ: اكْتُبْ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى –صلاة العصر– وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ) (موارد الظمآن، رقم الحديث ١٧٢٢، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ٧١٢٩) [1]

[1] قال حسين سليم اسد الدرانی: إسناده جيد(حاشية موارد الظمآن)
وقال الهيثمی: رواه أبو يعلى، ورجاله ثقات .(مجمع الزوائد، رقم الحديث ١١٥٩٣)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے زمانہ میں مصاحف (یعنی قرآن مجید کے نسخے) لکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف (یعنی قرآن مجید کا نسخہ) لکھنا شروع کیا، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا کہ جب تم سورہ بقرہ کی اس آیت (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ الخ) پر پہنچو، تو اس کو نہ لکھنا، بلکہ میرے پاس آنا، تو میں اس کا تمہیں اس طرح املاء کراؤں گی، جس طرح میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے، حضرت عمرو بن نافع کہتے ہیں کہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں اس ورقہ کو لے کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس آیت کو اس طرح لکھو کہ:

”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى –صلاة العصر– وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ“

یعنی ”حفاظت کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز، نمازِ عصر کی، وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ“ (موارد الظمآن)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: هِيَ الْعَصْرُ. (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ٨٧١٦، كتاب الصلاة، باب في قوله تعالى: حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (صلاۃِ وسطیٰ) سے مراد ”عصر“ کی نماز ہے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ) قَالَ عَفَّانُ: الصَّلَاةِ (وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) وَسَمَّاهَا لَنَا: " أَنَّهَا هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ " (مسند

---

[1] حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا اسْتَكْتَبَتْ مُصْحَفًا، فَلَمَّا بَلَغَتْ }حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى{، قَالَتِ: اُكْتُبِ الْعَصْرَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ٨٦٨٩)

احمد، رقم الحدیث ۲۰۰۹۱) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حفاظت کرو نمازوں کی، عفان (راوی) کہتے ہیں کہ ''الصلاۃ'' سے مراد ''والصلاۃ الوسطیٰ'' میں نمازِ عصر ہے (مسند احمد)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: " شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وبطونهم نارا "وهي العصر (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۷۴۵) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خندق والے دن فرمایا کہ ان (مشرکین نے) ہمیں صلاۃِ وسطیٰ پڑھنے سے مشغول کر دیا (یعنی ہماری صلاۃِ وسطیٰ قضاء کرا دی) اللہ ان کے گھروں اور ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے، اور صلاۃِ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے (ابنِ حبان)

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی ''صلاۃِ وسطیٰ'' سے ''نمازِ عصر'' کا مراد ہونا مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مصنف ابنِ ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی قولہ تعالی: حافظوا علی الصلوات والصلاۃ الوسطی)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں ''صلاۃِ وسطیٰ'' سے مراد عصر کی نماز ہے۔

کئی دوسری احادیث وروایات میں میں خصوصیت سے عصر کی نماز کی بڑی فضیلت واہمیت آئی ہے۔

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ (مسلم، رقم الحديث ۸۳۰ ''۲۹۲'')

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مخمص'' (مقام) میں عصر کی نماز پڑھائی، پھر

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الصحيح، لكن لم يصرح الحسن بسماعه من سمرة (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الرنؤوط: إسناده حسن (حاشية صحيح ابنِ حبان)

فرمایا کہ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی پیش کی گئی تھی، جس کو انہوں نے ضائع کر دیا، پس جس نے اس نماز کی حفاظت کی، تو اس کے لیے دو مرتبہ (یعنی دوسری نمازوں کے مقابلہ میں دُہرا) اجروثواب لکھا جائے گا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِى تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۲، مسلم،رقم الحديث ۶۲۶ "۲۰۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی، وہ ایسا ہے گویا کہ اس کے اہل وعیال اور مال سب چھین لیے گئے (بخاری، مسلم)

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ .قَالَ ابْنُ عُمَرَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ (سنن النسائی، رقم الحديث ۴۷۹)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نمازوں میں سے ایک نماز وہ ہے، کہ جس کی وہ نماز فوت ہوگئی، تو گویا کہ اس کے اہل وعیال اور مال سب چھین لیے گئے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ عصر کی نماز ہے (نسائی)

بہر حال متعدد احادیث وروایات کی رو سے قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں مذکور ''والصلاۃ الوسطیٰ'' سے مراد عصر کی نماز ہے، اور اس نماز کی احادیث وروایات میں خصوصیت کے ساتھ اہمیت آئی ہے۔

اور بعض حضرات کے نزدیک فجر کی نماز مراد ہے، اس نماز کی بھی بڑی اہمیت ہے، جبکہ بعض احادیث میں فجر اور عصر کی نماز کی ایک ساتھ اہمیت بیان کی گئی ہے، اسی وجہ سے بعض حضرات نے صلاۃِ وسطیٰ سے ان دونوں نمازوں کو مراد لیا ہے۔ [1]

---

[1] " ويؤيد ما قلناه – من أن أرجح الأقوال قول من زعم أنها الصبح أو العصر – قوله صلى الله عليه وسلم فى الحديث الآخر: " من صلى البردين دخل الجنة قيل: المراد بهما الصبح والعصر(اكمال المعلم بفوائد مسلم للقاضى عياض، ج۲ ص۵۹۳، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هى صلاة العصر)

www.idaraghufran.org

حضرت عمارہ بن رؤیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا – يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ –، "فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ الرَّجُلُ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي "(مسلم، رقم الحديث ٦٣٤"٢١٣")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ آدمی ہرگز آگ (یعنی جہنم) میں نہیں جائے گا جس نے سورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھی، بصرہ کے ایک آدمی نے حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! تو اس آدمی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی یہ بات (اسی طرح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میرے کانوں نے اس بات کو (اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا (مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ :أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا -يَعْنِي الْعَصْرَ وَالْفَجْرَ -، ثُمَّ قَرَأَ جَرِيرٌ (وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)(مسلم، رقم الحديث ٦٣٣ "٢١١")

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ بلاشبہ تم اپنے رب کو اس طرح سے دیکھو گے، جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اسے دیکھنے میں تم کسی قسم کی دشواری محسوس نہیں کرتے، پس اگر تم سے ہو سکے تو سورج کے نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے کی نمازوں یعنی

عصراور فجر کی نمازوں کوضائع نہ کرنا، پھر حضرت جریر نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

یعنی''سورج کے نکلنے اورغروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی پاکی حمد کے ساتھ بیان کرو''(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ :كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ :تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ "(مسلم، رقم الحديث ٦٣٢ "٢١٠")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اوردن کے فرشتے تمہارے پاس آتے ہیں، اور فجر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہوتے ہیں، پھر یہ اوپر چڑھ جاتے ہیں، پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کوکس حال میں چھوڑا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کونماز کی حالت میں چھوڑا، اور ہم ان کے پاس سے آئے، تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے(مسلم)

خلاصہ یہ کہ اسلام میں پانچوں نمازوں کی حفاظت کی بڑی اہمیت ہے، لیکن درمیانی نماز کی حفاظت کی اہمیت وفضیلت کی خصوصیت بہت ہے۔

اوردرمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے، اس میں مختلف اقوال ہیں، جن میں زیادہ راجح فجر اور عصر کی نماز ہونا ہے، اور اس میں بھی خاص عصر کی نماز مراد ہونا احادیث وروایات کی رُو سے زیادہ مضبوط وراجح ہے۔

چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے کہ:

وقال الأكثرون وهو أرجح الأقوال انها صلوة العصر رواه جماعة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قول علي وابن مسعود وابي أيوب وابي هريرة وعائشة رضي الله عنهم وبه قال ابراهيم النخعي وقتادة

والحسن وهو مذهب ابی حنیفة واحمد (التفسیر المظهری، ج ا ص ۳۳۶، سورة البقرة)

ترجمہ: اور اکثر حضرات کا قول، جو کہ دوسرے اقوال کے مقابلہ میں زیادہ راجح بھی ہے، یہ ہے کہ صلاۃِ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے، صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو روایت کیا ہے، اور یہی قول حضرت علی، حضرت ابنِ مسعود، حضرت ابوایوب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا ہے، اور یہی قول حضرت ابراہیم نخعی، قتادہ اور حضرت حسن کا بھی ہے، اور یہی امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا مذہب ہے (مظہری)

اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ:

وفی تعیینها أقوال أحدها أنها الظهر لأنها تفعل فی وسط النهار، الثانی أنها العصر لأنها بین صلاتی النهار وصلاتی اللیل وهو المروی عن علی والحسن وابن عباس وابن مسعود وخلق کثیر وعلیه الشافعیة......والأکثرون صححوا أنها صلاة العصر (تفسیر روح المعانی، ج ا ص ۵۴۸، سورة البقرة)

ترجمہ: اور اس (صلاۃِ وسطیٰ) کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول ظہر کی نماز کا ہے، کیونکہ یہ نماز دن کے درمیانی حصہ میں ادا کی جاتی ہے، دوسرا قول عصر کی نماز کا ہے، کیونکہ یہ نماز دن اور رات کی دو دو نمازوں (یعنی فجر وظہر اور مغرب وعشاء) کے درمیان میں ہے، اور یہ قول حضرت علی، حضرت حسن، حضرت ابنِ عباس، حضرت ابنِ مسعود اور بہت سے حضرات سے مروی ہے، اور شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے...... اور اکثر حضرات نے صحیح اسی کو قرار دیا ہے کہ (صلاۃِ وسطیٰ) سے مراد عصر کی نماز ہے (روح المعانی)

اور تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ:

وقیل: إنها صلاة العصر .قال الترمذی والبغوی رحمهما الله: وهو قول أکثر علماء الصحابة وغیرهم .وقال القاضی الماوردی: هو قول جمهور التابعین .وقال الحافظ أبو عمر بن عبد البر: هو قول أکثر أهل الأثر .وقال

أبـو مـحمد بن عطية فی تفسيره .وهـو قول جمهور الناس (تـفسير ابنِ كثير، ج ا ص ۴۹۰، سورة البقرة)

ترجمہ: اور ایک قول یہ ہے کہ وہ (صلاۃِ وسطیٰ) عصر کی نماز ہے، امام ترمذی اور بغوی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ یہی اکثر علمائے صحابہ وغیرہ کا قول ہے، اور قاضی ماوردی نے فرمایا کہ یہی جمہور تابعین کا قول ہے، اور حافظ ابوعمر بن عبدالبر نے فرمایا کہ یہی اکثر اہلِ اثر کا قول ہے، اور ابومحمد بن عطیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ یہی جمہور حضرات کا قول ہے (ابنِ کثیر)

اور امام نووی شافعی رحمہ اللہ اس سلسلہ میں مختلف اقوال تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

فهـذه مـذاهـب العلماء فيها والصحيح منها مذهبان العصر والصبح والذی تـقتضيه الأحاديث الصحيحة أنها العصر وهو المختار قال صاحب الحاوی نص الشافعی رحمه الله أنها الصبح وصحت الأحاديث أنها العصر.

ومـذهـبه اتبـاع الحديث فصار مذهبه أنها العصر قال ولا يكون فی المسألة قـولان كـمـا فهم بعض أصحابنا هذا كلام صاحب الحاوی (المجموع شرح المهذب، ج۳، ص ۶۱، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

ترجمہ: پس یہ صلاۃِ وسطیٰ کے بارے میں علماء کے مختلف مذاہب ہیں، جن میں سے صحیح مذہب دو ہیں، ایک عصر کی نماز مراد ہونے کا، اور دوسرے فجر کی نماز مراد ہونے کا، اور صحیح احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ صلاۃِ وسطیٰ عصر کی نماز ہے، اور یہی مختار و پسندیدہ قول ہے، صاحبِ حاوی نے فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ صلاۃِ وسطیٰ سے فجر کی نماز مراد ہے، لیکن صحیح احادیث سے عصر کی نماز مراد ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور امام شافعی کا مذہب حدیث کی اتباع کرنا ہے، پس ان کا مذہب بھی (مذکورہ اصول کی رُو سے) یہی ہوگا کہ صلاۃِ وسطیٰ عصر کی نماز ہے، پھر صاحبِ حاوی نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں دو قول قرار نہیں دیئے جائیں گے، جیسا کہ ہمارے بعض اصحاب نے سمجھا ہے، یہ صاحبِ حاوی کا کلام تھا (المجموع)

اور بھی متعدد اہلِ علم حضرات نے صلاۃِ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

اللہ کے لیے قنوت کے ساتھ کھڑا ہونا

مذکورہ آیت میں تیسرا حکم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

”وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ“

”اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے قنوت کے ساتھ“

مذکورہ آیت میں ”قانتین“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اور ”قانتین“ کا لفظ عربی میں لفظ ”قنوت“ سے نکلا ہے، جس کے عربی زبان میں کئی معنیٰ آتے ہیں۔

”قنوت“ کے ایک معنیٰ دعاء کے بھی آتے ہیں، اور ایک معنیٰ قیام کے بھی آتے ہیں، اور قنوت کے معنیٰ خشوع وخضوع اور سکون کے بھی آتے ہیں، اور سکوت یعنی خاموشی اختیار کرنے کے بھی آتے ہیں، اور اطاعت وفرمانبرداری کے بھی آتے ہیں، اور عبادت کے بھی آتے ہیں، اور لمبا قیام کرنے کے بھی آتے ہیں۔

ممکن ہے کہ مذکورہ آیت میں ”قانتین“ سے یہ سارے معنیٰ مراد ہوں۔ [1]

البتہ بعض مستند احادیث کی رُو سے مذکورہ آیت سے نماز میں خاموش رہنا مراد ہے۔

اس وجہ سے بہت سے حضرات نے مذکورہ آیت میں ”قانتین“ سے مراد ”ساکتین“ یعنی خاموش رہنا مراد لیا ہے، اور کھڑے ہونے سے نماز کو مراد لیا ہے۔ [2]

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر مذکورہ آیت میں نماز کے اندر خاموش رہنا مراد لیا جائے، تو بھی دوسری

---

[1] والقنوت يطلق على الدعاء والقيام والخضوع والسكون والسكوت والطاعة والصلاة والخشوع والعبادة وطول القيام قال بن الأنبارى يحمل كل ما يرد منها فى الحديث على ما يقتضيه سياقه ومنه وقوموا لله قانتين (فتح البارى لابنِ حجر، ج ا ص ۱۷۶، المقدمة، فصل ق ز)

القول السادس: وهو اختيار على بن عيسى: أن القنوت عبارة عن الدوام على الشيء والصبر عليه والملازمة له وهو فى الشريعة صار مختصا بالمداومة على طاعة الله تعالى، والمواظبة على خدمة الله تعالى، وعلى هذا التقدير يدخل فيه جميع ما قاله المفسرون (تفسير الرازى، ج٦ ص ۴۸۸، سورة البقرة)

[2] وقوموا لله قانتين أى: مطيعين قاله الشعبى، وجابر بن زيد، وعطاء، وابن جبير، والضحاك، والحسن .أو: خاشعين، قاله مجاهد، أو: مطيلين القيام، قاله ابن عمر، والربيع .أو: داعين، قاله ابن عباس، أو: ساكتين، قاله السدى، أو: عابدين، أو: مصلين، أو: قارئين، روى هذا عن ابن عمر، أو: ذاكرين الله فى القيام، قاله الزمخشرى أو: راكدين كافى الأيدى والأبصار، قاله مجاهد، وهو الذى عبر عنه قبل بالخشوع . والأظهر حمله على السكوت، إذ صح أنهم كانوا يتكلمون فى الصلاة، حتى نزلت: وقوموا لله قانتين فأمروا بالسكوت .والمعنى: وقوموا فى الصلاة (البحر المحيط فى التفسير لابن حيان الاندلسى، ج۲ ص ۵۴۷، ۵۴۸، سورة البقرة)

تفسیروں کی تردید لازم نہیں آتی، کیونکہ نماز میں خاموش رہنا خشوع وخضوع کی بھی دلیل ہے، اور عبادت وطاعت میں بھی داخل ہے، اور سکون میں بھی داخل ہے وغیرہ۔ ۱؎

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ: (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ، وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ)فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ(بخاری، رقم الحديث ١٢٠٠)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں کلام کرلیا کرتے تھے اور ہم میں سے ایک شخص دوسرے سے (نماز میں) اپنی ضرورت کی چیز بیان کردیا کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ، وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

پھر (اس کے بعد) ہم لوگوں کو (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا (بخاری)

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ(وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ)قَالَ: كَانُوا يَتَكَلَّمُونَ فِي الصَّلَاةِ يَجِيءُ خَادِمُ الرَّجُلِ إِلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيُكَلِّمُهُ فِي حَاجَتِهِ فَنُهُوا عَنِ الْكَلَامِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١١٧٧٦، ج ١١ ص ٢٩٢) ۲؎

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے اس قول:

وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

کے بارے میں فرمایا کہ لوگ نماز میں کلام کرتے تھے، یہاں تک کہ کسی کا خادم اس کی نماز کی

۱؎ وقوله تعالى: وقوموا لله قانتين أى خاشعين ذليلين مستكينين بين يديه، وهذا الأمر مستلزم ترك الكلام فى الصلاة لمنافاته إياها، ولهذا لما امتنع النبى صلى الله عليه وسلم من الرد على ابن مسعود حين سلم عليه وهو فى الصلاة، اعتذر إليه بذلك وقال إن فى الصلاة لشغلا(تفسير ابنِ كثير، ج ١ ص ٤٩٦، سورة البقرة)

۲؎ قال الهيثمى: رواه الطبرانى، ورجاله رجال الصحيح .(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٠٨٦٩)

حالت میں اس کی پاس آتا، اور اپنی ضرورت کے متعلق کلام کرتا تھا، اس کے بعد ہم کو کلام سے منع کر دیا گیا (طبرانی)

معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں نماز پڑھنے کے دوران زبان سے ایک دوسرے کے ساتھ کلام وسلام کی اجازت تھی، مگر بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی، اور سلام، کلام سے منع کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا السَّلَامَ حَتَّى قَدِمْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ فَجَلَسْتُ حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا يُتَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ (سنن نسائی ، رقم الحديث ۱۲۲۱ ،مسند احمد، رقم الحديث ۳۵۷۵، صحیح ابنِ حبان ، رقم الحديث ۲۲۴۳) [1]

ترجمہ: ہم نبی ﷺ کو (نماز میں) سلام کیا کرتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب ہم حبشہ کی زمین سے (ہجرت کر کے مدینہ) آ گئے، تو میں نے نبی ﷺ کو سلام کیا، تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، تو مجھے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے خوف کی وجہ سے) قرب وجوار نے پکڑ لیا (یعنی تکلیف محسوس ہونے لگی) میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ نبی ﷺ نے نماز مکمل فرمائی، پھر اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عز وجلّ جس وقت جو نیا حکم چاہتا ہے، نازل فرما دیتا ہے، اور اللہ کا اب یہ حکم آ چکا ہے کہ نماز میں کلام نہیں کیا جائے گا (نسائی، مسند احمد، ابنِ حبان)

ابتداء میں جبکہ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں موجود تھے، صحابۂ کرام کی ایک جماعت نے مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی، پھر جب نبی ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، تو حبشہ میں موجود صحابۂ کرام بھی مدینہ منورہ تشریف لے آئے، جن میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل عاصم –وهو ابن أبي النجود– وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين(حاشيه مسند احمد)

وقال ايضاً: إسناده حسن من أجل عاصم وهو ابن أبي النجود(حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا سَلَّمَ أَشَارَ إِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْنِي أَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا يَنْبَغِي لَكُمْ وَأَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ(سنن النسائی، رقم الحدیث ۱۲۲۰)

ترجمہ: پھر میں نے نبی ﷺ کوسلام کیا،اورآپ نماز پڑھ رہے تھے،آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا،پھر جب نبی ﷺ نے سلام پھیرلیا،توقوم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ عزّوجلّ نے نماز کے بارے میں یہ نیاحکم فرمایاہے،کہ تم اللہ کے ذکر کے علاوہ کلام نہ کرو،اور تمہارے لئے کلام کرنادرست نہیں،اور یہ کہ تم اللہ کے لئے نماز میں خاموش کھڑے رہو(نسائی)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ آیت میں’’ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ‘‘سے اللہ کی عبادت واطاعت کاحکم دیا گیا ہے،جس میں نماز کے اندر ادب اور خشوع وخضوع اور سکون وسکوت کے ساتھ کھڑے ہونے کا حکم بھی شامل ہے،اور مذکورہ آیت کے نازل ہونے سے پہلے نماز میں بوقتِ ضرورت کلام اور بات چیت کرنے کی اجازت تھی،مگر مذکورہ آیت نازل ہونے کے بعد نماز میں کلام اور بات چیز کرنے کی ممانعت ہوگئی،اس لیے اب نماز کے اندر کلام اور بات چیت کرنا جائز نہیں۔

پھر حنفیہ کے نزدیک نماز میں جان بوجھ کر کلام کیا جائے، یا بھول کر اور خطاء سے،ہر صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

جبکہ شافعیہ کے نزدیک بھول کر کلام کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی،اور حنابلہ کے نزدیک بھول کر کلام کرنے سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی،اور نماز کی اصلاح کی غرض سے کلام کرنے سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی،جس کی تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ [1]

---

[1] ولم يفرق الحنفية ببطلان الصلاة بالكلام بين أن يكون المصلي ناسيا أو نائما أو جاهلا، أو مخطئا أو مكرها، فتبطل الصلاة بكلام هؤلاء جميعا .قالوا: وأما حديث: إن الله وضع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه . فمحمول على رفع الإثم.

واستثنوا من ذلك السلام ساهيا للتحليل قبل إتمامها على ظن إكمالها فلا يفسد، وأما إن كان عمدا فإنه مفسد .وكذا نصوا على بطلان الصلاة بالسلام على إنسان للتحية، وإن لم يقل: عليكم، ولو كان ساهيا . وبرد السلام بلسانه أيضا.

وذهب الشافعية إلى عدم بطلان الصلاة بكلام الناسي، والجاهل بالتحريم إن قرب عهده بالإسلام أو نشأ بعيدا عن العلماء ومن سبق لسانه، إن كان الكلام يسيرا عرفا، فيعذر به ......

وذهب الحنابلة إلى بطلان الصلاة بكلام الساهي والمكره، وبالكلام لمصلحة الصلاة، والكلام لتحذير نحو ضرير(الموسوعة الفقهية الكويتيه، ج۲۷ص۱۱۸، ۱۱۹، ملخصاً، مادة ”صلاة“)

بسلسلہ:اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام   اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شوال
اور
عیدُ الفطر
کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے دسویں مہینے ''شوال المکرّم'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل انداز میں تحریر کیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر، چاندرات، عید کی نماز وخطبہ، عید کی رسموں اور شش عید کے روزوں وغیرہ کے متعلق فضائل ومسائل، بدعات ومنکرات پر کلام کیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ آخر میں ماہِ شوال سے متعلق تاریخی واقعات کو بھی باحوالہ جمع کردیا گیا ہے، اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عوام اور اہلِ علم کے لئے یکساں طور پر مفید اور کار آمد ہوگیا ہے۔

مؤلف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ:اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ:اصلاح معاشرہ

رِشتہ داروں
سے متعلق
فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

موت کی تمنا کرنا (قسط1)

اسلام میں خودکشی تو کسی حال میں جائز نہیں،اس کے علاوہ کئی احادیث میں موت کی تمنا کرنے کی ممانعت آئی ہے،اور ساتھ ہی بعض احادیث میں دنیا کی تکلیف ومصیبت وآزمائش کی بناء پر موت کی تمنا کرنے کی ممانعت کا ذکر آیا ہے،جبکہ بعض احادیث میں فتنہ وضلالت میں مبتلا ہونے کے مقابلہ میں موت کی دعاء کرنے کا ذکر آیا ہے۔

اور بعض احادیث وروایات میں اس چیز کا بھی ذکر آیا ہے کہ قیامت کے قریب انسان کسی آدمی کی قبر کے قریب سے گزرتے ہوئے یہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ اس کی جگہ ہوتا،اور بعض روایات میں یہ صراحت بھی آئی ہے کہ ایسی تمنا دین داری یا آخرت کی محبت کی وجہ سے نہیں کرے گا، بلکہ دنیا کے مصائب سے تنگ آکر کرے گا۔

ان احادیث کے پیشِ نظر محدثین کا فرمانا ہے کہ دنیا کی تکالیف ومصائب سے تنگ آکر موت کی تمنا یا دعاء کرنا تو ممنوع ہے،البتہ ضلالت یا دینی فتنہ میں مبتلا ہونے کے مقابلہ میں موت کی دعاء کرنا جائز ہے،اسی طرح اللہ اور آخرت سے محبت وملاقات کی طلب کی بنیاد پر بھی موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔

ذیل میں احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ :يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ (بخاری، رقم الحديث ٧١١٥)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا

www.idaraghufran.org

حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ :يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ، وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ (مسلم، رقم الحديث ١٥٧ "٥٣")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، جب تک یہ حالت پیش نہ آئے کہ آدمی کسی قبر کے قریب سے گزرے گا، تو اس پر لیٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا، اور ایسا کرنے کا سبب دین (یعنی آخرت و جنت کا شوق وغیرہ) نہ ہوگا، سوائے (دنیا کی) بلا و آزمائش کے (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ، فَيَقُولَ :يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ، مَا بِهِ حُبُّ لِقَاءِ اللهِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٠٨٦٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک آدمی دوسرے شخص کی قبر کے قریب سے گزر کر یہ نہ کہے کہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا، اور وہ یہ اللہ سے ملاقات کی محبت کی وجہ سے نہیں کہے گا (بلکہ دنیا کے مصائب سے تنگ آکر کہے گا) (مسند احمد)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْتِي الرَّجُلُ الْقَبْرَ فَيَضْطَجِعُ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ :يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِهِ، مَا بِهِ حُبُّ لِقَاءِ اللَّهِ إِلَّا لِمَا يَرَى مِنْ شِدَّةِ الْبَلَاءِ (المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث ٨٤٠٢) [2]

ترجمہ: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک آدمی قبر پر آکر، اس پر لیٹ جائے گا، اور یہ کہے گا کہ کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا، اور یہ اللہ سے ملاقات کی محبت کی وجہ سے نہیں

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

[2] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

و قال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

www.idaraghufran.org

ہوگا، بلکہ (دنیا کی) بلا (ومصائب) کی شدت کی وجہ سے ہوگا (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

وَالَّذِی نَفْسُ أَبِی هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْعُلَمَاءِ زَمَانٌ الْمَوْتُ أَحَبُّ إِلَى أَحَدِهِمْ مِنَ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ، لَيَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ قَبْرَ أَخِيهِ فَيَقُولُ :لَيْتَنِی مَكَانَهُ

(المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث ۸۵۸۱) [1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ علماء پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کو موت، خالص سونے سے زیادہ محبوب ہوگی، ان میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کی قبر پر آئے گا، پھر یہ کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ پر ہوتا (حاکم)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر موت کو قیمت دے کر خریدا جاسکتا، تو اس کو آدمی خریدنے کے لیے تیار ہوجاتا۔ [2]

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب انسان دنیا کے فتنوں اور آزمائشوں سے تنگ آ کر صاحبِ قبر کی جگہ ہونے کی تمنا کرے گا، اور موت کو قیمتاً خریدنے کے لیے آمادہ ہوجائے گا، اور بعض روایات میں یہ صراحت بھی ہے کہ ایسا دین داری اور پرہیز گاری کی وجہ سے نہیں ہوگا، بلکہ دنیا کی تکالیف و آزمائش اور مصائب کی وجہ سے ہوگا۔

چونکہ قیامت کے قریب فتنے وفسادات بہت کثرت سے رونما ہوں گے، جن سے تنگ آ کر بہت سے لوگ موت کی تمنا کریں گے، اور دنیا کے مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنا جائز نہیں، البتہ آخرت کے شوق کا معاملہ الگ ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ:

دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فِی بَطْنِهِ، فَقَالَ :لَوْ مَا أَنَّ رَسُولَ

---

[1] قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.
و قال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم.

[2] حدثنا ابن عفان، قال: حدثنا أحمد قال: حدثنا سعيد، قال: حدثنا نصر، قال: حدثنا علی، قال: حدثنا إسحاق بن أبی يحيى الكعبی، عن شريک، عن عبد الله بن يزيد، قال: سمعت ابن زياد، يقول: سمعت ابن مسعود، يقول: ليأتين على الناس زمان لو وجد فيه الرجل الموت يباع بثمن لاشتراه (السنن الواردة فی الفتن للدانی، رقم الحديث ۲۳۰)

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ، لَدَعَوْتُ بِہِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۶۸۱ "۱۲")

ترجمہ: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اس حال میں کہ ان کے پیٹ میں (بیماری کی وجہ سے) سات داغ لگائے گئے تھے،انہوں نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعاء کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں (تکلیف وبیماری سے نجات کی خاطر اپنے لیے) موت کی دعاء کرتا (مسلم)

حضرت حارثہ سے روایت ہے کہ:

أَتَیْنَا خَبَّابًا، نَعُودُہُ، فَقَالَ :لَوْلَا أَنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ " :لَا یَتَمَنَّیَنَّ أَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لَتَمَنَّیْتُہُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۲۱۰۵۴) [1]

ترجمہ: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے،تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔تو میں موت کی تمنا کرتا (مسند احمد)

پہلے زمانہ میں بعض بیماریوں کے علاج کے لیے لوہا وغیرہ آگ پر تپا کر جسم کو داغ لگایا جاتا تھا۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ ایسی ہی شدید بیماری کی تکلیف میں مبتلا تھے کہ جس کی وجہ سے پیٹ میں سات داغ لگائے گئے،اس طرح کی تکلیف میں بسا اوقات انسان طبعی طور پر موت کو ترجیح دیتا ہے،لیکن حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اس شدید تکلیف میں موت کی دعاء کرنے اور موت کو طلب کرنے کو اس لیے پسند نہیں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بعض احادیث میں اس بات کی بھی صراحت آئی ہے کہ موت کی تمنا کرنے کی ممانعت اس وقت ہے،جبکہ دنیا کی تکلیف سے تنگ آکر موت کی تمنا کی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا یَتَمَنَّی أَحَدُکُمُ الْمَوْتَ إِمَّا

[1] قال شعیب الارنؤوط:حدیث صحیح(حاشیة مسند احمد)

مُحۡسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزۡدَادُ، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهٗ يَسۡتَعۡتِبُ(بخاری، رقم الحدیث ۷۲۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ہوسکتا ہے کہ (مزید زندہ رہنے اور نیک اعمال کرنے سے) اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوجائے اور اگر وہ گناہ گار ہے تو ہوسکتا ہے کہ (توبہ ونیک اعمال وغیرہ کرکے) اللہ کی ناراضگی کو دور کرلے (بخاری)

زندگی، اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاصل اور ختم ہوتی ہے، لہٰذا جو زندگی، اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے، اس کے زوال واختتام کی تمنا وخواہش ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے راضی نہ ہونے کی علامت ہوئی، نیز اللہ تعالیٰ کو راضی وناراض کرنے کا اختیار اسی زندگی میں حاصل ہوتا ہے، اس لیے مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنے کے بجائے نیکیوں کا ذخیرہ بڑھانا چاہیے، اور اگر گناہ گار ہے، تو پھر توبہ واستغفار کرکے اللہ کی ناراضگی کو دور اور رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

لہٰذا اس اعتبار سے لمبی زندگی خیر کا باعث ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الۡمَوۡتَ، وَلَا يَدۡعُ بِهٖ مِنۡ قَبۡلِ أَنۡ يَأۡتِيَهٗ، إِنَّهٗ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمُ انۡقَطَعَ عَمَلُهٗ، وَإِنَّهٗ لَا يَزِيدُ الۡمُؤۡمِنَ عُمۡرُهٗ إِلَّا خَيۡرًا(مسلم، رقم الحدیث ۲۶۸۲"۱۳")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے، اور نہ (اللہ کی طرف سے) موت کے آنے سے پہلے موت کی دعاء کرے، کیونکہ جب انسان مرجاتا ہے، تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، اور مومن کی عمر زیادہ ہونے سے خیر ہی میں اضافہ ہوتا ہے (مسلم)

مطلب یہی ہے کہ آخرت کے لیے عمل کرنے کا اصل زمانہ دنیا کی زندگی کا ہی ہے، اس لیے اس موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے، اور مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ایمان کی حالت میں زندگی گزارتا ہے، اور ساتھ ہی ممکنہ حد تک نیک اعمال کو اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنے اور توبہ واستغفار کا اہتمام اور مصائب پر صبر کرتا ہے، اور یہ چیزیں خیر وبرکت کا باعث ہیں، پھر مومن کو مصائب سے تنگ آ کر موت کی خواہش وتمنا کرنے کا کیا مطلب؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ، فَإِنَّ هَوْلَ الْمَطْلَعِ شَدِيدٌ، وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُولَ عُمْرُ الْعَبْدِ، وَيَرْزُقَهُ اللهُ الْإِنَابَةَ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٤٥٦٤)[1]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم موت کی تمنا نہ کرو، کیونکہ قیامت کی ہولنا کی بہت سخت ہے اور انسان کی سعادت وخوش نصیبی یہ ہے کہ اسے لمبی عمر ملے اور اللہ اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ عام طور پر انسان دنیا کے مصائب وتکالیف کو بڑی چیز سمجھ کر اوران سے نجات پانے کی خاطر، موت کی تمنا کرتا ہے، لیکن وہ اس چیز سے غفلت اختیار کرتا ہے کہ قیامت کی ہولنا کی، دنیا کے تمام مصائب وتکالیف سے زیادہ شدید ہے، اس لیے موت کے ذریعہ ہولنا کی کا خاتمہ سمجھ لینا درست نہیں، اور اس سلسلہ میں اصل سعادت نیک بختی یہ ہے کہ لمبی عمر حاصل ہو، جس میں اسے نیک اعمال اور توبہ واستغفار کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ (جاری ہے............)

[1] قال شعيب الارنؤوط:حسن لغيره، وهذا إسناد محتمل للتحسين(حاشية مسند احمد)

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبرK-93،ظفر الحق روڈ،نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (تیسری وآخری قسط)

الاستاذ شیخ محمد بشیر سیالکوٹی صاحب کا حوالہ

الاستاذ شیخ محمد بشیر سیالکوٹی صاحب مرحوم (مؤسس: معہد اللغۃ العربیۃ، اسلام آباد) نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی فارسی زبان میں تحریر شدہ مایہ ناز کتاب ''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء'' کو عربی زبان میں منتقل کیا ہے، جس کے شروع میں انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے منہج پر مقدمہ تحریر کیا ہے، اس میں شیخ موصوف فرماتے ہیں:

انہ اختار طریقۃ تدریس الحدیث علیٰ منہج المحدثین الاوائل روایۃً ودرایۃً، وانکر طریقۃ الفقہاء الجامدین والمتعصبین الذین عادتہم تاویل الحدیث وتحریفہ لتایید مذاہبہم واھوائہم.

انہ اوتی حظا وافرا من علم اسرار الحدیث ومصالح الاحکام والجمع بین الفقہ والحدیث (ازالۃُ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، المجلد الاول، صفحۃ ۲۰، مطبوعۃ ، دارالعلم، اسلام آباد، الباکستان)

ترجمہ: انہوں (یعنی حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب) نے حدیث کی تدریس کے طریقہ کو پہلے دور کے محدثین کے طریقہ پر روایت ودرایت کے اعتبار سے اختیار فرمایا، اور فقہائے جامدین اور متعصبین کے طریقہ کا انکار فرمایا، جن کی عادت حدیث کی تاویل کرنا اور حدیث کی تحریف کرنا ہوتا ہے، تاکہ اپنے مذاہب اور خواہشات کی تائید کریں۔

انہیں (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ) حدیث اور مصالحِ احکام اور فقہ اور حدیث میں جمع کے علم کا بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا تھا (ازالۃ الخفاء، عربی)

مولانا منظور نعمانی صاحب کا تفصیلی مضمون

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے زیرِ ادارت ''الفرقان'' کے شاہ ولی اللہ کے خصوصی

www.idaraghufran.org

نمبر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فقہی ذوق پر قدرے وضاحت کے ساتھ صاف صاف لکھا ہے، اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

حمد وصلاۃ کے بعد اولاً اپنی اولاد کو اور ثانیاً احباب کو مخاطب کر کے (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔مرتب) پہلے وصیت یہ فرماتے ہیں:

اوّل وصیت ایں فقیر چنگ زدن است بکتاب وسنت دراعتقاد وعمل، پیوستہ بتدبر ہر دو مشغول شدن، وہر روز حصہ از ہر دو خواندن واگر طاقت خواندن ندارد ترجمہ ورقے از ہر دو شنیدن، و درعقائد مذہب قدماءِ اہل سنت اختیار کردن واز تفصیل وتفتیش انچہ سلف تفشیش نکردند اعراض نمودن وبہ تشکیکات خام معقولیان التفات نکردن۔

ودرفروع پیروی علمائے محدثین کہ جامع باشند میانِ فقہ وحدیث کردن ودائما تفریعاتِ فقہیہ برکتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد، درحیزِ قبول آوردن والا ''کالائے بد بریش خاوند'' دادند۔

امت راہیچ وقت ازعرض مجتہدات برکتاب وسنت استغناء حاصل نیست۔

وسخن متقشفہ فقہاء کہ تقلید عالمے رادستاویز ساختہ، تتبعِ سنت راترک کردہ اند، نشنیدن وبدیشاں التفات نکردن، وقربت خدا جستن بدوری ایشاں۔

(ترجمہ بطور خلاصہ) اس فقیر کی پہلی وصیت یہ ہے کہ اعتقاد اور عمل دونوں میں کتاب وسنت (قرآن وحدیث) کو نہایت مضبوطی سے پکڑا جائے،، اور برابر ان میں تدبر جاری رکھا جائے، اور اگر عربی نہ جاننے کی وجہ سے خود نہ پڑھ سکتا ہو، تو کسی دوسرے سے کم از کم ایک ورق دونوں کا ترجمہ ہی سن لیا کرے، اور عقائد میں قدمائے اہلِ سنت کا مسلک اختیار کیا جائے اور سلف نے جس چیز کی کھود کرید نہیں کی، اس کے پیچھے نہ پڑا جائے، اور ''معقولیانِ خام'' جو شبہات پیدا کرتے ہیں، ان کی طرف مطلق توجہ نہ کی جائے، اور فروعِ فقہ میں ان علمائے محدثین کی پیروی کی جائے، جو حدیث اور فقہ کے جامع ہوں، اور ہمیشہ فقہی تخریجات کو کتاب وسنت پر ضرور پیش کیا جائے، پھر جو اس کے موافق ہو، اس کو قبول کیا جائے، ورنہ ''کالائے بد بریش خاوند'' والا معاملہ کیا جائے، اور یہ یاد رکھا جائے کہ امت کسی وقت

مجتہداتِ فقہاء کو کتاب وسنت سے جانچنے سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتی، اور ایسے متقشف فقیہ جو کسی عالم کی بات کو دستاویز بنا کر سنت کے تتبع سے بے پرواہو گئے ہیں، ان کی بات تک نہ سنی جائے، اور ان کی طرف کسی قسم کا التفات نہ کیا جائے، بلکہ ان سے دور رہ کر خدا کی خوشنودی اور اس کا قرب حاصل کیا جائے (فارسی وصیت کا ترجمہ ختم ہوا)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پہلی وصیت ہے، اور فی الحقیقت ایک صاحبِ بصیرت اور خدا ترس عالمِ ربانی کا یہی دستور العمل ہونا چاہیے، اسی وصیت سے شاہ صاحب کا ’’فقہی مسلک ‘‘ بھی معلوم ہوجاتا ہے، اس نمبر کے کئی مقالوں میں یہ بحث براہِ راست اور ضمناً آئی ہے، اور مختلف نقطہائے نگاہ رکھنے والے مضامین نگار حضرات نے اس بارہ میں اپنا اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے کہ شاہ صاحب کا فقہی مسلک کیا تھا؟ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی جن کتابوں تک میری رسائی ہوسکی، ان سب کو دیکھنے کے بعد اس باب میں جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں، وہ یہ ہے کہ شاہ صاحب کی شخصیت اس سے بالاتر ہے کہ تقلید وعدمِ تقلید کی اس بحث میں ان کو گھسیٹا جائے۔ [1] ملت کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ شاہ صاحب کی وہ ذات جس کا صحیح اور عادلانہ فیصلہ ’’حاملانِ تقلید‘‘ اور ’’مخالفانِ تقلید‘‘ دونوں گروہوں کو ایک معتدل مسلک پر جمع کرسکتا تھا، یا کم از کم دونوں فریقوں میں اعتدال پیدا کر کے اور ان کی باہمی منافرت وبے جا عصبیت کو مٹا کے ایک دوسرے سے قریب کرسکتا تھا، ان ہی کو بحیثیتِ فریق اس بحث میں دھر لیا گیا، ایک طرف سے کوشش شروع ہوئی کہ ان کو ’’تقلید‘‘ اور ’’حنفیت‘‘ کا پکا دشمن، باصطلاحِ حال ’’ٹھیٹھ غیر مقلد‘‘ ثابت کیا جائے، اور دوسری طرف سے اس کے جواب میں آپ کو عرفی قسم کا ’’پکا حنفی‘‘ اور موجودہ دور کی مروج تقلید کا حامی ثابت کرنے کے لیے زور لگایا گیا، نتیجہ ان دونوں کوششوں کا

---

[1] بندہ محمد رضوان نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے متعلق اس قسم کے موضوع پر لکھے گئے، متعدد مضامین ملاحظہ کیے، مگر بندہ کو بھی حیرت وافسوس ہوا کہ واقعتاً ہر ایک فریق کی یہی کوشش رہتی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارات سے کسی طرح اپنے طرزِ عمل کے موافق ہونا یا ان کے کلام سے اس کی تصدیق ثابت کی جائے۔
بے شک اس مقصد کے لیے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارات میں کسی قدر کانٹ چھانٹ یا دور دراز کی تاویلات کا سہارا کیوں نہ حاصل کرنا پڑے، اور یہ طرزِ عمل بعض اوقات علمی دیانت کی حدود سے بھی متجاوز ہوجاتا ہے۔
حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فقہی معتدل ذوق کو خالی الذہن ہوکر، ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہوکر اور انتہائی غور وفکر کے ساتھ صحیح نتیجہ نکال کر پیش کرنے والے حضرات خال خال، بلکہ عنقاء ہیں۔
اللہ تعالیٰ اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

یہ ہوا کہ شاہ صاحب کا جو مقصد تھا، وہ کلی طور پر فوت ہو گیا۔ [1]

کاش اگر بجائے اس روِش کے اختیار کر لینے کے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے نسبت رکھنے والے احناف اس قسم کے حنفی بننے اور حنفیت کے اس ''طریقۂ انیقہ'' کو عملاً رائج کرنے کی کوشش کرتے، جو شاہ صاحب کا طریقہ تھا، اور جس کو آپ نے ''فیوض الحرمین'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کے حوالہ سے بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

وذلک ان یؤخذ من أقوال الثلاثة قول أقربھم بھا فی المسئلة ثم بعد ذلک یتبع اختیارات الفقھاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحدیث ، فرب شیئ سکت عنه الثلاثة فی الأصول وما تعرضوا لنفیه ودلت الاحادیث علیه، فلیس بد من اثباته والکل مذھب حنفی (ص ۴۹)

ترجمہ: وہ طریقہ انیقہ جو تمام طریقوں میں سنتِ معروفہ سے قریب تر ہے، یہ ہے کہ ائمۂ ثلاثہ (ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ) میں سے جس کا قول بھی سنتِ معروفہ (احادیثِ نبوی) سے قریب تر ہو، وہ لیا جائے، پھر ان فقہائے حنفیہ کی ترجیحات کی پیروی کی جائے، جو فقیہ ہونے کے ساتھ حدیث کے بھی عالم تھے، کیونکہ بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ ائمۂ ثلاثہ نے اصول میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہا، اور نفی بھی نہیں کی، اور احادیث ان کو بتلا رہی ہیں، تو

---

[1] بندہ محمد رضوان نے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کے مندرجہ بالا تبصرہ کو شاہ صاحب کی اپنی تصنیفات وارشادات کی روشنی میں حرف بحرف صحیح پایا ہے کہ شاہ صاحب خود کیا تھے، اور یار لوگوں نے کھینچا تانی میں ان کو کیا بنا لیا؟ ع

چوں نہ دانند حقیقت افسانہ زنند

اس لیے مولانا نعمانی کے مذکورہ موقف میں صد فیصد صداقت معلوم ہوتی ہے۔

خود بندہ نے حنفی سلسلہ کے متعدد اہلِ علم اور خاص طور پر اہلِ دارالافتاء اور یہاں تک کہ شیخ الحدیث حضرات کو اس قسم کا حنفی پایا ہے، جن کے متعلق نہ صرف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی برأت کا اظہار فرمایا تھا، بلکہ ان سے دور رہنے کی بھی وصیت فرمائی تھی، اور ان کے متعلق ''إِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ'' کی وعید بھی ذکر فرمائی تھی۔

مگر افسوس ہے کہ یہ حضرات ان تمام چیزوں کو نظر انداز کر کے بلکہ ان چیزوں سے بے فکر ہو کر اپنے قابلِ اصلاح طرزِ عمل پر نہ صرف یہ کہ مطمئن ہیں، اسی کے ساتھ دوسروں سے بھی اس طرزِ عمل کو اپنانے کے خواہش منداور مصر ہیں، اور اگر کوئی صاحبِ علم ان کے اس طرزِ عمل کو اختیار نہ کرے، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ طرزِ عمل کو اختیار کرے، تو اس سے بدظن بھی ہوتے ہیں، اور اس کی تردید کے بھی درپے ہوتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے اور دور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔ ع

شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرھا

لاحول ولاقوۃ کیا الٹا زمانہ ہے　　عورت تو ہے مردانی، اور مرد زنانہ ہے

وہ شخص چلا ہے میری پہچان مٹانے　　جس کی اپنی کوئی پہچان نہیں ہے

www.idaraghufran.org

لازمی طور پر اس کو تسلیم کیا جائے گا، اور یہ سب حنفی مذہب ہی ہے (ترجمہ ختم ہوا)

بہر حال اگر ''ولی اللّٰہی حنفی'' حضرات شاہ صاحب کے اس طریقہ کو عملاً قبول کر لیتے، اور اسی کو رواج دینے کی کوشش کرتے، اور اسی طرح شاہ صاحب سے تعلق رکھنے والے ''عاملین بالحدیث'' تقلید اور حنفیت کو اس درجہ میں تسلیم کر لیتے، جو شاہ صاحب نے صراحتاً ان کو دیا ہے، اور شاہ صاحب کی طرح اپنے اختلاف اور اپنی تنقید کا نشانہ صرف ''غیر شرعی تقلید'' اور ''مسخ شدہ حنفیت'' ہی کو بناتے، اور صحیح قسم کی تقلید اور اصلی حنفیت یا کم از کم حنفیت میں شاہ صاحب کے پسندیدہ طریقہ ہی کو قبول کر لیتے، یا برداشت ہی کر سکتے، تو شاہ صاحب کا منشاء پورا ہو جاتا۔ [1]

انہی سطور سے شاہ صاحب کے فقہی مسلک کے متعلق میرا خیال بھی ناظرینِ کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا، لیکن جو حضرات یہ معلوم کرنے کے لیے میری رائے کے منتظر ہیں کہ آج کل کی عام عرفی اصطلاح کی رو سے شاہ صاحب ''حنفی'' تھے یا ''غیر مقلد'' تو افسوس ہے کہ ان دونوں لفظوں نے اب جو خاص معنیٰ اختیار کر لیے ہیں، ان کے پیشِ نظر اس سوال کا جواب میرے نزدیک صرف ''منفی'' ہی ہو سکتا ہے، اگر حنفیت کے دائرہ کو اتنا وسیع مان لیا جائے، جتنی وسعت کہ اس کو ہمارے محترم دوست مولانا محمد یوسف صاحب فاضل بنوری نے اپنے مقالہ میں دی ہے، اور ''فیوض الحرمین'' کی مذکورۃُ الصدر عبارت میں شاہ صاحب کے لفظ ''والکل مذھب حنفی'' کا مقتضیٰ بھی وہی ہے، تو بے شک شاہ صاحب کو ''حنفی'' کہا جا سکتا ہے، اور خود شاہ صاحب بھی اسی معنیٰ کر اپنے کو ''حنفی'' کہتے ہیں، لیکن آج ہمارے حنفی حلقوں میں

---

[1] غیر مقلدین حضرات کے غیر معتدل طرزِ عمل سے تو ہمارے دوسرے حضرات کو بھی اختلاف ہے، اور ان کے طرزِ عمل کا غیر معتدل ہونا واضح ہے، لیکن اس موقع پر ''مسخ شدہ حنفیت'' کے حاملین کو غور کرنا نہایت ضروری ہے کہ انہوں نے حنفیت کے دفاع، اس کی حقانیت اور دوسرے مذاہب یا ان کے مسائل کی پرزور تردید کا جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے، جو بسا اوقات نکیر و تحقیر کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، اس کے قابلِ اصلاح ہونے کی فکر کتنی ضروری ہے، اسی طرح تقلیدِ شخصی پر اتنا زور دینا کہ اگر کوئی اس پر عمل پیرا نہ ہو، بلکہ تقلیدِ شخصی کا کلی اہتمام کیے بغیر معتبر فقہائے کرام کے اقوال پر عمل پیرا ہو، اور کسی خرابی میں مبتلا نہ ہوتا ہو، تو آج حنفیت سے تعلق رکھنے والے حضرات کو یہ طرزِ عمل کیوں گوارا نہیں؟ وہ اس پر کیوں ناک بھوں چڑھاتے ہیں، اور چیں بہ جبیں ہوتے ہیں؟ کیا شریعت ان کے اختیار کردہ پیمانوں سے عبارت ہے، یا ساری امتِ محمدیہ ان کے جمود و تقشّف کی مکلّف ہے؟ جبکہ متعدد فقہاء بلکہ متعدد حنفیہ کے نزدیک راجح تقلیدِ شخصی کا جواز اور اسی کے ساتھ عدمِ وجوب ہے۔

یہاں بھی وہی تشدد و جمود والا طرزِ عمل سامنے آتا ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

''حنفیت'' کے جومعنی عموماً سمجھے جاتے ہیں، ان کے اعتبار سے شاہ صاحب کوحنفی کہنا یقیناً زبردستی ہے، ہماری حنفی دنیا میں آج اس شخص کوکہاں حنفی تسلیم کیا جاسکتا ہے، جس کا اصول ''دائماً تفریعاتِ فقہیہ رابر کتاب وسنت عرض نمودن'' ہو، اور جو''کتاب وسنت سے فقہ کی تنقید'' کےاس اصول کوقیامت تک کے لیےامت کافرض قراردیتاہو،اور جس کاتحقیقی مسلک وہ ہو، جو''حجۃ اللہ'' میں ایک مستقل فصل قائم کرکے''مما یناسب ھذا المقام التنبیہ علیٰ مسائل ضلت فی بوادیھا الاوھام الخ '' کے زیرِعنوان صفحہ۱۲۳سے۱۲۹تک شاہ صاحب نے ارقام فرمایا ہے، بلکہ اسی''حجۃ اللہ'' میں اور''بدور'' میں بھی آپ نے دیگر ائمہ کےبعض اقوال کوازروئے ادلہ زیادہ قوی سمجھ کراختیار بھی فرمایا ہے،اور یہ ذکرنادرقسم کے مسائل ہی کانہیں ہے، بلکہ جن مسائل کوآج کل حنفیوں اورغیرحنفیوں میں مابہ الامتیاز سمجھا جاتا ہے،بعض ایسے مسائل میں بھی شاہ صاحب نے کسی دوسرے امام کےقول کوقوتِ دلائل کی وجہ سےاختیارکیاہے،مثلاً''مسئلہ قلتین،رفع یدین، الترجیع فی الاذان والایتار فی الاقامۃ، اقامۃ الجمعۃ فی القریٰ التی فیھا اربعون رجلا حرا،وغیرہ وغیرہ''

میراخیال ہے کہ اگرآج کوئی فاضل دیانت داری سےاس روش پر چلےاورشاہ صاحب ہی کی طرح اس کو''حنفیت'' کےمناقض نہ سمجھتاہو، بلکہ اس کوبھی حنفیت ہی کاایک طریقہ سمجھتاہو، اوراسی بناء پراپنارشتہ حنفیت سے بھی رکھنا چاہتا ہو،تو ہمارے زمانہ کےٹکسالی قسم کےحنفی حضرات کبھی بھی اس کوحنفی تسلیم نہیں کریں گے۔

اور یہ صرف مفروضہ ہی نہیں ہے، بلکہ میرے علم میں بعض وہ اہلِ علم ہیں،جن کاطریقہ یہی ہے، وہ شاہ صاحب کی ہدایت اور وصیت کےمطابق''عرض مجتہدات برکتاب وسنت'' کے قائل ہیں، اوراس سلسلہ میں وہ کہیں کہیں فقہ حنفی کی بعض تفریعات کواپنے نزدیک کتاب وسنت کےمطابق نہ پاکرچھوڑ بھی دیتے ہیں،لیکن کتاب وسنت کے بعدان کادینی مرجع فقہ حنفی ہی ہے،اوراسی لیے وہ خوداپنے کوفقہاً حنفی ہی سمجھتے ہیں،لیکن ہماری''حنفی بارگاہیں''ان کو حنفی تسلیم نہیں کرتیں،اورپھربات اتنے ہی پرختم نہیں ہوجاتی، بلکہ میں نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ اگرکوئی صاحبِ علم فقہ حنفی ہی کےاندراتباعِ حدیث کےصادق جذبہ کےماتحت ائمۂ ثلاثہ اورمشائخِ حنفیہ کےانہی اقوال کواختیارکرے، جواس کےنزدیک''اوفق بالحدیث'' ہوں،اور

www.idaraghufran.org

اس سلسلہ میں اسے بعض اُن اقوال کو چھوڑنا پڑے، جن کی نسبت فقہ کی کتابوں میں ''ظاہرالروایۃ'' کی طرف کی گئی ہے، یا جن کو''مفتیٰ بہٖ'' بتلایا گیا ہے،تو''کھرے اور پکے حنفیوں'' کے نزدیک اتنے ہی سے اس کی حنفیت مخدوش ہوجاتی ہے،اس لیے اگر میں یہ کہتا ہوں کہ شاہ صاحب آج کل کی عام اصطلاح کے لحاظ سے''حنفی'' نہیں تھے،تو غلط نہیں کہتا، اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے وہ حنفی ہی تھے۔

ایسے ہی میں پوری بلند آہنگی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں،اور کہتا ہوں کہ موجودہ''جماعتِ اہلِ حدیث''جس نے زمانہ کے امتداد کے ساتھ اب ایک مستقل پانچویں فقہی مسلک کی حیثیت اختیار کرلی ہے،اور جس کے افراد کی اکثریت میں کم ازکم میں نے تقلید اور حنفیت سے عناد کا سلبی داعیہ''عمل بظاہرالحدیث'' کے ایجابی رجحان سے زیادہ پایا،اس جماعت کو ہرگز حق نہیں ہے کہ وہ شاہ صاحب کو اپنا مقتداء اور ہندوستان میں اس مسلک کا داعیِ اول مشہور کرے، میں نے''اہلِ حدیث'' دوستوں اور بزرگوں میں کسی کو ایسا نہیں پایا، جو حضرت شاہ صاحب کی ان تحقیقات کا اقرار اور کھلے دل سے ان سے اتفاق ہی کرتے ہوں کہ:

(ا) أن هـذه المذاهب الأربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الأمة – أو من يعتد به منها – على جواز تقليدها إلى يومنا هذا، وفي ذلك من المصالح ما لا يخفى لا سيما في هذه الأيام (حجة، ص ۱۲۳)

ترجمہ: اس وقت تک تمام امت میں یا کم ازکم امت کا معتدبہٖ حصہ میں ان مذاہبِ اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی تقلید کے جواز پر اجماع واتفاق پایا جاتا ہے،اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں، جو مخفی نہیں ہیں، خصوصاً آج کل کے اس زمانہ میں، الخ (ترجمہ ختم ہوا)

(۲) اور پھر اگلے صفحہ پر ابنِ حزم ظاہری کا جواب دیتے ہوئے یہ ثابت فرمانے کے بعد کہ''کم علم والوں کا زیادہ علم والوں سے مسائل میں فتویٰ لینا اور ان کا فتویٰ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی سے برابر مسلمانوں کا عام دستور رہا ہے''تقلیدِ شخصی (خالص تقلیدِ شخصی) کی توجیہ اور اس کا جواز اس طرح بیان فرماتے ہیں:

ولا فرق بين أن يستفتي هذا دائما، أو يستفتي هذا حينا وذلك حينا، الخ .

ترجمہ: ہمارے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ کوئی شخص ہمیشہ ایک ہی عالم (مجتہد) سے فتویٰ لیا کرے (یعنی تقلیدِ شخصی کرے) یا کیف ما اتفق کبھی کسی عالم سے اور کبھی کسی عالم سے (ترجمہ ختم ہوا) [1]

(۳) اور "انصاف" کی یہ عبارت کہ "**وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سرٌّ الهمه الله تعالىٰ**" جو مع ترجمہ کے اسی نمبر کے صفحہ (۳۷۵) پر ناظرینِ کرام ملاحظہ فرما چکے۔

(۴) اور خاص "حنفی مذہب" کے متعلق آپ نے اپنے جو بلند خیالات "فیوض الحرمین" میں ظاہر فرمائے، مثلاً یہ کہ مجھے دکھایا گیا کہ حنفی مذہب میں بڑا غامض سرّ ہے...... یہاں تک کہ میں نے اس کا مشاہدہ کیا کہ فی زماننا "حنفی مذہب" کو تمام دوسرے مذاہب پر فوقیت اور برتری حاصل ہے (فیوض، ص ۱۰۳)

(۵) اور اسی "فیوض الحرمین" میں آپ نے یہ بھی صراحت کے ساتھ فرمادیا کہ "مذاہبِ اربعہ کی تقلید کے بارہ میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص وصیت ہے" (ملاحظہ ہو، نمبر ہٰذا کا صفحہ ۳۶۵)

(۶) اور دوسری جگہ فرمایا "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم فروع (یعنی فقہ) میں اپنی قوم (یعنی ہندی مسلمانوں کی جو عموماً حنفی المذہب ہی تھے) مخالفت نہ کرو" پھر آپ فرماتے ہیں کہ سرکارِ رسالت ہی سے مجھے "سنت" کے ساتھ فقہ حنفی کی تطبیق کا طریقہ بھی بتلایا گیا، الخ (ملاحظہ ہو، نمبر ہٰذا کا صفحہ ۳۶۴) [2]

اور پھر ان تمام "حقائق" کے اظہار کے ساتھ اپنے دستخط کے ساتھ بھی "الحنفی عملاً" لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو، نمبر ہٰذا کا صفحہ ۲۴۲)

بہر حال میں نے "اہلِ حدیث" کہلانے والے دوستوں اور بزرگوں میں جن کو کچھ معتدل اور غیر متعصب بھی پایا، ان کو بھی حضرت شاہ صاحب کے اس مسلک سے بہت دور پایا، اس

[1] مذکورہ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عامّۃ الناس اور غیر مجتہد کے لیے عمومی حکم یہ ہے کہ وہ عام حالات میں مذاہبِ اربعہ سے خروج نہ کریں، اگرچہ مخصوص حالات میں یا مجتہد کو صحابی یا کسی دوسرے مجتہد کی اتباع کرنا یا مجتہد فیہ مسئلہ میں اپنی رائے قائم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ قول معتبر ذریعہ سے ثابت ہو، اور مسئلہ مجتہد فیہ ہو، نیز عام لوگوں کو جس طرح تقلیدِ شخصی کرنا جائز ہے، اسی طرح غیر تقلیدِ شخصی بھی جائز ہے۔ محمد رضوان۔

[2] حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے متعدد مسائل میں حنفیہ کے قول کی مخالفت اور دوسرے فقہاء کے اقوال کی موافقت فرمائی ہے، لیکن ایسی چیزوں میں مخالفت سے اجتناب کیا، جس سے فتنہ وانتشار لازم آئے۔ محمد رضوان۔

لیے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ حضرات کس بنیاد پر حضرت شاہ صاحب کو اپنا ''پیش رو'' کہتے یا کہہ سکتے ہیں (ماہنامہ ''الفرقان'' بریلی، شاہ ولی اللہ نمبر، مرتبہ: مولانا محمد منظور نعمانی، جلد ۷، شمارہ نمبر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، بابت رمضان، شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ، صفحہ ۳۹۸ تا ۴۰۳، مضمون ''حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے کام کا مختصر تعارف'' از مدیر منظور نعمانی)

جُمعہ مُبارکہ کے فضائل واحکام

جُمعہ مُبارکہ کے دن اور اس کی رات اور جمعہ مبارکہ کی نماز کے فضائل واحکام، جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟ اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟ جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز وخطبہ کے متعلق قرآن وسنت، اور فقہ میں بیان شدہ مفصل ومدلّل فضائل، احکام ومنکرات۔ خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات، کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ

خواتین اور مرد حضرات کے لئے یکساں مفید

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

مقالات ومضامین (ضمیمہ:جنت کے قرآنی مناظر:58) مفتی محمد امجد حسین

مباحث روح وبدن (حصہ پنجم)

انسان خدائی صفات کا حامل ہے

" فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ "(مسلم، رقم الحديث ٢٦١٢"١١٥")

''بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا''

اس حدیث کی مراد میں قوم نے بہت کچھ کلام کیا ہے۔

ایک بے تکلف اور سیدھا سا مفہوم اس حدیث کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہاں صورت،صفت کے معنیٰ میں ہے،اور مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صفت پر پیدا کیا ہے،یعنی اپنی صفات میں سے حصہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سات بنیادی صفات

اللہ تعالیٰ کی صفات تو بہت سی ہیں،لیکن بنیادی صفات جو قرآن مجید میں جابجا بیان ہوئی ہیں،اور اہلِ سنت کی کتبِ عقائد وکلام جن کی تفصیلات سے لبریز ہیں،یہ سات ہیں:

حیاۃ،علم،قدرت،ارادہ،سمع،بصر،اور کلام

صفتِ حیات

حیات یعنی زندگی کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے،اس لحاظ سے اللہ کا نام''الحی'' ہے،آیۃُ الکرسی میں ہے''الحی القیوم'' زندگی جن جن شکلوں میں کائنات میں جہاں جہاں پائی جاتی ہے،اور پھیلی ہوئی ہے، یہ اللہ کی صفتِ حیات ہی کی تجلی اور فیض ہے،زندگی کی تمام شکلوں میں جو مخلوقات میں پائی جاتی ہیں،اللہ کی صفتِ حیاۃ جلوہ افروز ہے،اور یہ اللہ کی اس صفتِ حیات کا عکس ہے۔

صفتِ علم

اسی طرح علم کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہیں،قرآن نے اللہ کو''عالم الغیب والشہادۃ'' اور''علیم خبیر'' اور''علیم بذات الصدور'' جابجا کہا ہے،ساری مخلوقات کا علم،اللہ کے علم کا ایک معمولی سا ذرہ ہے،اولین وآخرین

تمام مخلوقات کے علم کو اللہ کے علم سے قطرہ اور سمندر کی نسبت بھی نہیں، اللہ کے محیط، دائمی اور ازلی وابدی لامحدود علم کے سامنے سب مخلوق کا علم سمندر کے سامنے قطرے جتنا بھی نہیں۔

صفتِ ارادہ

اسی طرح ارادہ واختیار، اللہ کی صفت ہے، جو چاہتا ہے، جیسا چاہتا ہے، جب چاہتا ہے کر گزرتا ہے ''کن فیکون'' کی طاقت اس کے ارادہ کے ساتھ وابستہ ہے۔

''اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون''

صفتِ کلام

کلام بھی اللہ کی صفت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کوہِ طور پر کلام کیا، رسولوں سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں، قرآن مجید اللہ کی صفتِ کلام ہے۔

اللہ کا کلام صوت وحروف اور کم وکیف سے پاک ہے، اس میں اتنی لطافت اور باریکی ہے کہ نبی پر بھی جب یہ صفتِ کلام، اللہ کی طرف سے صادر ہوتی، تو نبی پر ایک استغراق کی کیفیت طاری ہوجاتی، کلام نبی کے دل پر القا ہوجاتا، لیکن ساتھ بیٹھے اصحاب کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔

تجھ سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے ... باتیں تو ہیں ہر دَم مگر آواز نہیں ہے

اسی طرح باقی صفات کا حال ہے۔

تو حضرت آدم علیہ السلام کو اور بنی آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ ساتوں صفات عطا کی ہیں، چنانچہ انسان کو صفتِ حیاۃ یعنی زندگی حاصل ہے، اللہ نے روح کو جو عالمِ بالا کی چیز ہے، اور اللہ نے اسے اپنی روح کہا ہے:

''فاذا نفخت فیه من روحی''

''کہ جب میں آدم میں اپنی روح میں سے (کچھ) پھونک لوں''

یہ روح انسان کے جسم کے ساتھ رحمِ مادر میں جوڑ دی، پھونک دی، تو انسان زندہ ہوگیا، اللہ کی صفتِ حیات کا نمونہ بن گیا، اور جب موت کے وقت نکال دی، تو جسم بے جان اور مردہ اور بے حس ہوگیا۔

پھر حیاۃ کے بعد علم یعنی ادراک وشعور کی قوت وصلاحیت، جس کے لیے دل ودماغ موقعہ محل ٹھکانہ ہے، یہ اللہ نے انسان کو بخش دی، اسی طرح ارادہ، کلام، قدرت (طاقت، قوت، صلاحیت وغیرہ) یہ سب صفتیں

جو اصل میں روح کی صفتیں ہیں، اور روح کے واسطے سے بدنِ انسانی میں ظاہر و نمایاں ہوتی ہیں، اور روح کے بدن سے نکل جانے پر یہ ساری صفتیں بھی بدن سے ختم ہو جاتی ہیں، انسان کے علاوہ دوسرے جانداروں میں یہ سب صفتیں موجود نہیں، اور جو موجود ہیں، وہ بھی اس کامل درجہ میں اور براہِ راست موجود نہیں، جس طرح انسان میں ہیں۔

انسان اللہ کا خلیفہ ہے

کیوں نہ ہو آخر انسان کو اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا ہے، دوسری مخلوقات پر اس کو فوقیت بخشی ہے، اور اس کو براہِ راست اپنے احکام کا، اپنے خطاب کا، اپنے کلام کا مخاطب بنایا ہے، اپنی منشاو مراد، پسند و ناپسند سے شریعتوں کی صورت میں اسے آگاہ کیا ہے۔

انسانی روح کے کمالات

جب انسان اللہ کی سات بنیادی صفات کا حامل ہے، اور انسان کی روح، اللہ کی طرف سے آئی ہوئی چیز ہے، جس کی حقیقت سے کوئی مخلوق پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتی، جس طرح خود اللہ تعالیٰ کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا، تو اسی طرح یہ صفات بھی اصل میں انسان کی روح کی صفتیں اور انسان کی روح میں جلوہ گر ہیں، اور روح کے واسطے سے جسم سے نمایاں اور ظاہر ہوتی ہیں، تو محققین اور اہلِ کشف صوفیاء کی یہ تحقیق ہے کہ بدن روح کے لیے ایک پنجرہ اور قید خانہ ہے، جس نے انسانی روح کی پوری قوت وطاقت، صلاحیتوں اور کمالات کو سکیڑ کر، سمیٹ کر، محدود کر کے رکھا ہے، یہ ساتوں روح کی صفات بھی جب تک انسان زندہ ہے، یعنی روح جسم کی قید میں ہے، تو ان صفات کا اصل پھیلاؤ اور وسعت محدود ہو کر، سمٹ کر رہ گئی ہے، مرنے کے بعد جب روح جسم کی قید سے آزاد ہو جائے گی، تو روح کی وسعت، قوت وطاقت وصلاحیت، اور روح کی ان صفات کا پھیلاؤ، پھر صحیح معنوں میں کھلے گا، پھر انسان کا، یعنی انسان کی روح کا علم، ادراک، شعور، قوت وصلاحیت، سمع وبصر یعنی دیکھنے اور سننے کی قوت، دنیا کی زندگی کے مقابلے میں ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ جائے گی، زمان ومکان کی قید سے روح اور روح کے کمالات وصفات آزاد ہو جائیں گی، مسافت، فاصلہ انسان کے لیے کوئی حیثیت نہ رکھے گا، پلک جھپکنے کی دیر میں وہ زمین وآسمان کی، وسعتوں اور اتھاہ خلاؤں کو پاٹ آئے گا، عبور کر جائے گا، علم وادراک اس کا اتنا بڑھ جائے گا کہ ماضی ومستقبل اور ظاہر وباطن کی حد بندیاں بہت بڑی حد تک اس کے سامنے سے مٹ جائیں گی۔

خواب میں روح کی آزادی اور کمالات کا اظہار

اس کا ایک نمونہ آج بھی ہم نیند و خواب کی شکل میں دیکھتے ہیں کہ روح کو تھوڑی سی آزادی ملتی ہے، تو کس طرح زمان و مکان کے پیمانے اس کے سامنے بے قیمت ہو جاتے ہیں، اسی طرح مرنے والے کی روح جس عالمِ برزخ میں ہوتی ہے، وہاں بھی زمان و مکان کے پیمانے اس کے لیے بالکل بدل جاتے ہیں۔

مادی اجسام سے علیحدگی اور کمالات کا اظہار

آپ اندازہ لگاؤ کہ آج انسانی ٹیکنالوجی نے ہواؤں کی لہروں اور روشنی کی شعاعوں سے کام لے کر آواز و تصویر اور مناظر کو سیکنڈوں میں لاکھوں کلومیٹر کے فاصلے تک پہنچانے پر عبور حاصل کر لیا ہے، جبکہ یہ روشنی، ہوا بظاہر بے جان، چیزیں ہیں، ان میں قدرت نے اتنی طاقت رکھی ہے کہ جب یہ مادی اجسام سے الگ ہو جاتی ہیں، تو ان کی قوتِ پرواز و طاقتِ ادراک و رسائی اتنی بڑھ جاتی ہے، تو روح تو بے جان چیز نہیں، زندگی کا علم و ادراک کا، ارادے و اختیار کا، دیکھنے، سننے کا سرچشمہ ہے، تو جب وہ اس مادی جسم گوشت پوست سے آزاد ہوگی، تو اس کا ادراک، اس کی طاقت و صلاحیت کتنی بڑھ جائے گی، اس سے آخرت کے، جنت کے بارے میں جو محیر العقول تفصیلات بیان ہوئی ہیں، وہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

انبیائے عظام و اولیائے کرام کی روحانی طاقت

انبیاء و اولیاء کو دنیا میں بھی معجزہ و کرامت کے طور پر یہ کمال عطا ہوتا ہے کہ بہت دفعہ ان کی روح جسم کی پابند نہیں رہتی، وہ روحانی پرواز کر کے علم، ادراک یا قدرت اور تصرفات کے بڑے بڑے مظاہرے، اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین

مفتی محمد امجد حسین

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ ہے حرم ہے (قسط3)

تیل کی بے حساب دولت

سعودی عرب کی کل اور مجموعی دولت اور تیل کی آمدن کتنی محیر العقول رہی ہے؟ اس کا صحیح حساب اور اندازہ اہلِ سعودیہ کو اور خود آلِ سعود کو بھی پوری طرح نہیں رہا، باہر کی دنیا کو تو خیر کیا ہو سکتا ہے، شاید دنیا کی، سپر پاور کی بڑی ایجنسیوں سی آئی اے وغیرہ کو اس کا حساب معلوم ہو، یہ میں کوئی دیوانے کی بڑ نہیں ہانک رہا میں آپ کو ایک حوالہ پیش کرتا ہوں، آپ کو آج سے کم از کم تیس سال پیچھے لے جاتا ہوں کہ اندر کی صورتِ حال کیا رہی ہے، اور آج اچھی یا بری کیا ہو سکتی ہے؟

The Saudis

’’دی سعودیز‘‘ یہ ایک کتاب کا نام ہے، جو 1984ء میں لکھی گئی، اس کی رائیٹر اور لکھاری کینیڈا کی ایک خاتون ہے، جو اکنامکس اور پولیٹکل سائنس کی پروفیسر تھی، اس نے سعودی عرب کی دولت کے خزانوں سے پردہ اٹھانے کے لیے 1981ء سے 1984ء تک وہاں قیام کیا، اپنے آپ کو ایک صحافی کی بیوی کے طور پر متعارف کراتے ہوئے ظاہر کیا کہ اسے عربوں اور مسلمانوں کے رہن سہن، معاشرت، ثقافت اور گھریلو وخاندانی زندگی سے دلچسپی ہے، وہ اس پر ریسرچ کر رہی ہے، یوں اس نے سعودیہ کے بااثر خاندانوں تک رسائی حاصل کی، ان کے ہاں آمدورفت کی سہولت واجازت حاصل کی، اور اپنے اصل کام میں اندر ہی اندر لگی رہی، 1984ء میں اس نے یہ مذکورہ کتاب لکھی، جس کا ایک باب سعودی عرب کی معاشیات اور آمدنی کے بارے میں تھا، اس باب کا ایک اہم بیان وہ ہے، جو میں یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں، واضح رہے کہ یہ کتاب اپنے زمانے کی مقبول ترین کتاب تھی، 1986ء سے 1989ء تک اس کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہوئے، اور لاکھوں نسخے فروخت ہوئے، دنیا بھر میں خصوصاً یورپ میں یہ کتاب کثرت سے پڑھی گئی، اس کے متعلقہ بیان میں لکھا ہے کہ سعودیہ کی مجموعی آمدن کا خود سعودیوں میں سے بھی کسی کو اندازہ نہیں، بس اس کا اندازہ اس سے کرلیں (اس خاتون کے بقول) کہ سعودی عرب کی کل

آمدن کا 15 فیصد حصہ شاہی خاندان کو رائلٹی کے طور پر ملتا ہے، اور شاہی خاندان سے وہ تمام لوگ مراد ہیں، جو شاہ عبدالعزیز کے دادا کی اولاد ہیں، جس کا نام ترکی تھا، جس میں شاہ عبدالعزیز کی اپنی اولاد یعنی اس کے 32 بیٹوں اور ان کی نسل کے علاوہ شاہ عبدالعزیز کے چچاؤں، ان کی اولادوں، دادا اور دادا کے بھائیوں کی اولادوں کی پوری پوری لڑیاں شامل ہیں، ان سب کی تعداد اس وقت (جب کتاب لکھی گئی) ساڑھے تین ہزار تھی، اور ضابطہ یہ مقرر تھا کہ سب سے زیادہ رائلٹی خود بادشاہ کو ملے گے، اس وقت شاہ خالد بادشاہ تھے، پھر بادشاہ کے بھائیوں کو، سگے بھائیوں کو زیادہ، سوتیلے بھائیوں کو ان سے کم پھر بھتیجوں کو، اسی طرح درجہ بدرجہ فرقِ مراتب کے ساتھ سب کو ملے گی، ساڑھے تین ہزار رائل فیملی کے تمام افراد کو ملے گی، ان ساڑھے تین ہزار میں جس کو سب سے کم رائلٹی ملتی تھی، وہ دس لاکھ ڈالر یومیہ تھی (حوالے کی کتاب میں یوں ہی لکھا ہے، لیکن مجھے شبہ ہے کہ یہ ماہانہ نہ ہو، اگر یہ واقعی یومیہ ہے، پھر تو بہت ہی تعجب خیز امر ہے) اس سے اندازہ لگالیا جائے کہ ملک کی مجموعی دولت کتنی ہوگی ﴿ ☆ 30 ﴾

تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے، اب آپ تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں کہ اسی زمانے میں عالمی سامراج نے خلیج کے ان متمول ممالک خصوصاً سعودیہ اور کویت کی اندھی دولت کو (جو تیل سے حاصل ہوتی ہے، اور یہ دونوں ملک دنیا میں تیل کی پیداوار میں سرِ فہرست ہیں) ٹھکانے لگانے کے لیے کیا لانگ ٹرم اور شارٹ ٹرم پلاننگ کی؟ پہلے عربوں کو صدام کو اُنگلیاں کر کویت جنگ میں الجھادیا، اور اس کا بہانہ بنا کر امریکہ، سعودیہ میں اپنی فوجیں ان کی حفاظت کے عنوان سے بغیر ضرورت واجازت کے لے کر آ دھمکا، اور ایک فوجی کی اتنی تنخواہ ماہ بماہ سالہا سال تک سعودیہ سے وصول کرتا ہے، جتنی شاید سعودیہ کی کسی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی بھی نہ ہو، اور اسلحہ کے عنوان سے ایک میزائل اگر فائر کیا، تو دس کا بل بنا کر سعودیہ سے اس کی قیمت وصول کی، اور پھر ایک تیر سے دو شکار کرتے ہوئے عراق کو بھی تباہ کرنے کے لیے سلامتی کونسل سے عراق پر چڑھائی کی اجازت حاصل کرنے کے لیے ویٹو پاور کے حامل دو ملکوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے سعودیہ وکویت سے ان کو ایک ایک ارب ڈلوائے ﴿ ☆ 31 ﴾ اور اب موجودہ عشرے میں کبھی مصر، کبھی شام، کبھی یمن، کبھی قطر کے تنازعات میں الجھا کر اور داعش کا بھوت سعویہ وغیرہ خلیجی ممالک پر سوار کرا کر عالمی سامراج ان کے خزانوں میں جھاڑو پھیر رہا ہے، غرضیکہ مسلمانوں کا خون بھی بہہ رہا ہے، اور ان کی دولت بھی نوراکشتی کے ڈرامے رچا کر لوٹی جارہی ہے، کہ اس طرح یہ دولت ختم نہ ہوجائے گی؟ اور مسلمانوں ملکوں کی طاقت باہم لڑلڑ کر فنا نہ ہوجائے گی۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۰۱ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالمؤمن بن ابی الفتح صالح البانیاسی صوری صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۶۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۰۲ھ: میں حضرت ابوغانم ظافر بن جعفر بن ابی القاسم سلمی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۱۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۰۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن احمد بن فضل واسطی صالحی حنبلی طحان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۱۵۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۰۷ھ: میں حضرت ام الحسن فاطمہ بنتِ شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل مقدسی شافعیۃ دمشقیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۱۰۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۰۹ھ: میں حضرت ابومنصور محمود بن منصور بن محمود صالحی فامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۳۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۱۰ھ: میں حضرت اِم موسیٰ رقیہ بنت نجم الدین موسیٰ بن ابراہیم بن یحییٰ شعراوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۴۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۱۳ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن ابی القاسم بن بدران بن ابان مؤدب آمنی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۰۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۱۴ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن ہبۃ اللہ عدل شیرازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۴۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۱۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن احمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سلطان بن یحییٰ قرشی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۴۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۱۸ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن برکات بن ابراہیم بن طاہر خشوعی قلانسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۴۲)

Idara Ghufran

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۲۱ھ: میں سنجر بن عبداللہ رومی یاقوتی کی وفات ہوئی۔
(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۷۵)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۲۵ھ: میں حضرت فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عثمان بن عمر بن عبد الخالق قرشی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۷۴)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۲۶ھ: میں حضرت ابوعمر احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن قدوۃ مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۸)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۲۷ھ: میں محمد بن عبدالملک بن اسماعیل بن محمد ناصر الدین ابن الملک سعید بن ملک صالح کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۲۶)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۲۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عثمان بن عبدالوہاب انصاری دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۳۱)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۳۰ھ: میں حضرت ابوالفضل یوسف بن احمد بن سنان مزی لبان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۸۱)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۳۱ھ: میں حضرت ابواسحاق براہیم بن صالح بن ہاشم بن عبداللہ بن عبد الرحمٰن بن الحسن بن عجمی معمر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۳۷)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۳۵ھ: میں حضرت شمس الدین عبدالاحد بن سعداللہ بن عبدالاحد بن نجیح متقن حرانی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۴۵)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۳۷ھ: میں حضرت بہاؤالدین عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محبوب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۳۴)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۳۸ھ: میں حضرت ابوبکر بن محمد بن رضی عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالجبار مقدسی صالحی قطان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۴۱۶)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۴۲ھ: میں حضرت حسین بن علی بن بشارۃ حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۱۶)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۷۴۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن محمود مرداوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۱۵۹)

علم کے مینار　　　امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:19)　　　مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عقل ودانائی میں ابوحنیفہ کا مقام (حصہ دوم)

برجستہ علمی جوابات

جیسا کہ گزر چکا کہ فہم وفراست، ذہانت وفطانت، معاملہ فہمی، حدتِ عقل، ثقہ، متانت و باوقاری جیسی صفات میں اپنے معاصرین سے آگے تھے، معاملہ فہمی، فراستِ مومن کا ایک بڑا حصہ آپ کو قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اسی طرح آپ کے برجستہ جوابات، ذہانت اور طباعی عموماً ضرب المثل تھی، مشکل سے مشکل مسائل میں آپ کا ذہن اس تیزی سے کام کرتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ اکثر موقعوں پر آپ کے ہم عصر ومعاصرین معلومات کے لحاظ سے آپ کے ہمسر موجود ہوتے تھے، اور ان کو اصل مسئلہ بھی معلوم ہوتا تھا، مگر جو واقعہ درپیش ہوتا، اس سے مطابقت کرکے فوراً جواب دینا، یہ آپ کا ہی کام تھا۔

(1)......مثلاً وکیع بن جراحؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں تھے کہ ایک عورت آئی، اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا انتقال ہوچکا ہے، اور اس نے اپنی میراث (یعنی ترکہ) میں 600 دینار چھوڑے ہیں، جن میں سے مجھے بطورِ وارث کے صرف ایک دینار ملا ہے؟ آپ انصاف فرمایئے۔

آپ نے پوچھا کہ آپ لوگوں نے اپنا ترکہ کس سے تقسیم کروایا؟ اس نے کہا کہ داود طائی، یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ''یہی تیرا حق ہے''۔ اس عورت نے دوبارہ سوال کیا، تو آپ نے پوچھا کہ کیا آپ کے بھائی مرحوم کی دو بیٹیاں ہیں؟ ایک ماں ہے؟ ایک بیوہ ہے؟ اور بارہ بھائی اور ایک بہن ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں۔ تب آپ نے فرمایا کہ آپ کے بھائی کی دونوں بیٹیوں کو دوتہائی یعنی 400 دینار ملیں گے، اور ماں کو چھٹا حصہ یعنی 100 دینار ملیں گے، اور بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی 75 دینار ملیں گے، اور باقی 25 دینار باقی رہ گئے، جن میں سے 24 دینار بارہ بھائیوں میں تقسیم ہوں گے، یعنی ہر بھائی دو دو دینار، اور آپ کو یعنی بہن کو صرف ایک دینار ملے گا۔ [1]

---

[1] عن وکیع قال کنا عند أبی حنیفة وأتته امرأة فقالت مات أخی وخلف ستمائة دینار فأعطونی منها دینارا واحدا قال ومن قسم فریضتکم قالت داود الطائی قال هو حقک ألیس خلف أخوک بنتین قالت بلی قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(2)...... ایک دفعہ کچھ چور ایک آدمی کے گھر میں گھسے اور اس کا سارا مال اور قیمتی سامان چُرا لے گئے، اور جاتے جاتے اس شخص سے یہ قسم اٹھوا گئے کہ اگر وہ ان کے بارے میں کسی کو بتائے گا، تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی، اگلے دن اس نے بازار میں ان چوروں کو دیکھا، جو کہ اسی شخص کا چُرایا ہوا مال فروخت کررہے تھے، اب یہ شخص قسم کی وجہ سے کسی کو بتانے پر قادر بھی نہ تھا، اس لیے یہ شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آپ سے مشورہ کرنے آیا، آپ نے فرمایا تم بازار جاؤ اور لوگوں کو اکٹھا کرو، پھر آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ کیا آپ لوگ چاہتے ہو کہ اس شخص کا مال مل جائے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، چنانچہ آپ نے ان سب لوگوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور پھر ایک ایک کرکے ان کو وہاں سے نکلنے کا کہا، جو شخص بھی نکلتا جاتا، آپ اُس شخص سے پوچھتے جاتے کہ کیا آپ کا مال چرانے والا یہی شخص ہے؟ اگر وہ شخص چور نہیں ہوتا، تو وہ کہتا کہ نہیں، اور جب چوروں کے نکلنے کے باری آئی تو وہ شخص خاموش ہوگیا، اس طرح ان چوروں کو پکڑ لیا گیا، اور اس شخص کا سارا مال واپس مل گیا۔ [1]

(3)...... ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے رمضان میں دن میں اپنی اہلیہ سے تعلقات قائم کرنے کی قسم کھا رکھی ہے، اور کسی کے پاس بھی اس کا جواب نہیں ہے، تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ سفر کرے، اور پھر اسی سفر میں دن کے وقت اس سے تعلقات قائم کرے (کیونکہ مسافر شخص کو روزہ نہ رکھنے کی چھوٹ دی گئی ہے) [2]

(4)...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت منقول ہے کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ بچھونے (یعنی چٹائی) پر نماز نہیں پڑھے گا، اور پھر اس نے زمین پر نماز پڑھی، تو کیا اب اس کی قسم ٹوٹ جائے گی یا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأما قالت بلى قال وزوجة قالت بلى قال واثنى عشر أخا وأختا واحدة قالت بلى قال فان للبنات الثلثين أربعمائة وللأم السدس مائة وللمرأة خمسة وسبعون ويبقى خمس وعشرون للإخوة أربعة وعشرون لكل أخ ديناران فلك دينار (اخبار ابى حنيفة و اصحابه لابى عبدالله الصيمرى، ص ۳۴)

[1] دخل اللصوص على رجل فأخذوا متاعه واستحلفوه بالطلاق ثلاثا أن لا يعلم أحدا، فأصبح الرجل وهو يرى اللصوص يبيعون متاعه وليس يقدر أن يتكلم من أجل يمينه، فجاء الرجل يشاور أبا حنيفة فقال: أحضر لى إمام مسجدك وأهل محلتك فأحضرهم إياه، فقال لهم أبو حنيفة .هل تحبون أن يرد الله على هذا متاعه؟ قالوا: نعم، قال: فاجمعوا كلا منهم وأدخلوهم فى دار ثم أخرجوهم واحدا واحدا، وقولوا أهذا لصك؟ فإن كان ليس بلصه قال: لا، وإن كان لصه فليسكت، وإذا سكت فاقبضوا عليه، ففعلوا ما أمرهم به أبو حنيفة، فرد الله عليه جميع ما سرق منه (التفسير الكبير للخطيب الرازى، ج ۲، ص ۴۱۴، سورة البقرة)

[2] سئل أبو حنيفة عن رجل حلف ليقربن امرأته نهارا فى رمضان فلم يعرف أحد وجه الجواب فقال أبو حنيفة:يسافر مع امرأته فيطؤها نهارا/ فى رمضان (التفسير الكبير للخطيب الرازى، ج ۲، ص ۴۱۴، سورة البقرة)

نہیں؟ سفیان ثوری نے فرمایا کہ نہیں ٹوٹے گی، سوال کرنے والا نے یہ اعتراض اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس آیت میں زمین کو بچھونا قرار دیا ہے:

"واللہ جعل لکم الأرض بساطا" "اور اللہ نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا"

اس کی رُو سے تو نماز ٹوٹ جانی چاہیئے؟ سفیان ثوری نے جب یہ بات سنی تو فرمانے لگے، ضرور آپ پہلے یہ مسئلہ ابوحنیفہ سے پوچھ کر آئے ہوگے۔ [1]

ایک عجیب وغریب تدبیر

(5)......لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے کافی دفعہ ابوحنیفہ کا ذکر سنا، پھر مجھے آپ کو دیکھنے کی تمنا ہوئی، ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے ہیں، ادھر متوجہ ہوا تو ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ اے ابوحنیفہؒ! میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ابوحنیفہؒ ہیں، اس شخص نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں، میرا ایک بیٹا ہے، میں اس کی شادی کرتا ہوں اور بہت سا مال خرچ کرتا ہوں، مگر میرا یہ بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، اور میرا بہت سا مال برباد ہوجاتا ہے، اس کا کائی حل بتائیے۔

آپ نے فوراً فرمایا اس کو غلاموں کے بازار میں لے جاؤ، جب وہ کسی باندی کو دیکھنے لگے تو تم اس باندی کو اپنے لئے خرید کر اس کے ساتھ نکاح کردو، پھر اگر وہ طلاق دے گا تو وہ تمہارے ملک میں ہی رہے گی، اور اگر وہ اس کو آزاد کرے گا، تو اس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہوگا۔

لیث بن سعد کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کا صحیح اور برجستہ جواب دینا مجھے بہت پسند آیا۔ [2]

مشروط طلاق

(6)......ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے لڑائی کے دوران غصہ کی حالت میں یہ قسم

---

[1] روی أن أبا حنیفة رحمه الله لما قال بهذا القول وسمعه سفیان الثوری فأنکر علیه ذلک، واحتج علیه بهذه الآیة بعث إلیه رجلا وسأله عن رجل حلف لا یصلی علی البساط فصلی علی الأرض هل یحنث أم لا؟ قال سفیان: لا یحنث فقال السائل: ألیس أن الله تعالی قال: والله جعل لکم الأرض بساطا [نوح: 19] قال فعرف سفیان أن ذلک کان بتلقین أبی حنیفة (التفسیر الکبیر للخطیب الرازی، ج ۲۰، ص ۱۸۸، سورة النحل، رقم الآیات ۱۴ الی ۱۶)

[2] یح عن اللیث بن سعد قال: قال رجل لأبی حنیفة، لی ابن لیس بمحمود السیرة أشتری له الجاریة بالمال العظیم فیعتقها وأزوجه المرأة بالمال العظیم فیطلقها فقال له أبو حنیفة: اذهب به معک إلی سوق النخاسین فإذا وقعت عینه علی جاریة فابتعها لنفسک ثم زوجها إیاه فإن طلقها عادت إلیک مملوکة وإن أعتقها لم یجز عتقه إیاها، قال اللیث: فو الله ما أعجبنی جوابه کما أعجبنی سرعة جوابه (التفسیر الکبیر للخطیب الرازی، ج ۲، ص ۴۱۴، سورة البقرة)

کھائی کہ ’’جب تک تو مجھ سے نہ بولے گی میں تجھ سے کبھی نہ بولوں گا‘‘ عورت تندمزاج تھی اس نے بھی قسم کھالی اور وہی الفاظ دہرائے جو شوہر نے کہے تھے، اس وقت غصہ میں کچھ نہ سوجھا مگر پھر خیال آیا تو دونوں کو نہایت افسوس ہوا۔

سفیان ثوری نے کہا کہ دونوں میں سے جو بھی بولے گا، تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور کفارہ واجب ہو جائے گا، مگر جب یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس لایا گیا، تو آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ اور شوق سے باتیں کرو، کوئی قسم نہیں ٹوٹی اور کسی پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

جب یہ بات سفیان ثوری رحمہ اللہ کو پتہ چلی، تو آپ نے اس شخص سے کہا کہ جاؤ اور ابوحنیفہ سے دوبارہ سوال کرو، اس بار بھی آپ نے یہی جواب دیا، پھر آپ سفیان ثوریؒ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ جب عورت نے شوہر کو مخاطب کر کے قسم کے الفاظ کہے، تو عورت کی طرف سے بولنے کی ابتدا ہو چکی، پھر قسم کہاں باقی رہی؟ سفیان ثوری نے جب سنا تو بلا اختیار فرمانے لگے کہ حقیقت میں آپ کو جو بات وقت پر سوجھ جاتی ہے ہم لوگوں کا وہاں تک خیال بھی نہیں پہنچتا۔ [1]

(7)......کوفہ کے امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری نے امام ابوحنیفہؒ کو طلب کیا اور ایک قیمتی انگوٹھی کا نگینہ دکھایا، جس پر لکھا ہوا تھا ’’عطاء بن عبداللہ‘‘ اور کہا میں اس کو پہننا اچھا نہیں سمجھتا، کیونکہ اس پر غیر کا نام لکھا ہوا ہے، اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں، اب کیا کیا جائے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ باء کے سر کو گول کر دو "عطاء من عنداللہ‘‘ ہو جائے گا، ہبیرہ کو آپ کی اس برجستگی پر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کتنا اچھا ہوتا اگر آپ ہمارے پاس بکثرت آتے جاتے۔

---

[1] قال رجل لأبی حنیفة: إنی حلفت لا أکلم امرأتی حتی تکلمنی وحلفت بصدقة ما تملک أن لا تکلمنی أو أکلمها فتحیر الفقهاء فیه فقال سفیان من کلم صاحبه حنث فقال أبو حنیفة: اذهب وكلمها ولا حنث علیکما .فذهب إلی سفیان وأخبره بما قال أبو حنیفة، فذهب سفیان إلی أبی حنیفة مغضبا وقال: تبیح الفروج! فقال أبو حنیفة: وما ذاک؟ قال سفیان:

أعیدوا علی أبی حنیفة السؤال، فأعادوا وأعاد أبو حنیفة الفتوی، فقال من أین قلت؟ قال: لما شافهته بالیمین بعد ما حلف کانت مکلمة فسقطت یمینه، وإن کلمها فلا حنث علیه ولا علیها، لأنه قد کلمها بعد الیمین فسقطت الیمین عنهما .قال سفیان: إنه لیکشف لک من العلم عن شیء کلنا عنه غافل (التفسیر الکبیر للخطیب الرازی، ج ۲، ص ۴۱۴، سورة البقرة)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 11) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلفِ صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

نبی ﷺ کے وصال کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کی خبر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے انتہائی سخت اور شدید تھی، اس خبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابتداءً یہ اعلان فرمادیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا، بلکہ آپ زندہ ہیں، اور چند دن کے لئے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تھے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی چند دن بعد واپس تشریف لے آئیں گے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ كَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُتْرَةَ الْحُجْرَةِ، فَرَأَى أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ ورقة مصحف وَهُوَ يَتَبَسَّمُ، فَكِدْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ فِي صَلَاتِنَا، فَرَحًا بِرُؤْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَنْكُصَ حِينَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَا أَنْتَ، ثُمَّ أَرْخَى السِّتْرَ، وَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ.

فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ، وَلَكِنَّهُ أُرْسِلَ إِلَيْهِ كَمَا أُرْسِلَ إِلَى مُوسَى، فَمَكَثَ فِي قَوْمِهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَقْطَعَ أَيْدِيَ رِجَالٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَأَلْسِنَتَهُمْ، يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ (ابن حبان، رقم الحديث ٦٨٧٥، ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمُصْطَفَى ﷺ بَعْدَ أَمْرِهِ بِالصَّلَاةِ أَبَابَكْرٍ فِي عِلَّتِهِ أَمَرَ عَلِيًّا بِذَلِكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية صحيح ابنِ حبان)

ترجمہ: پیر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹایا، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کرتے ہوئے دیکھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو مسکراتا ہوا دیکھا تو وہ قرآن کا ایک کھلا ہوا صفحہ محسوس ہو رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی، کہ قریب تھا کہ ہم اپنی نماز میں آزمائش میں پڑ جاتے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر آنے پر اپنی جگہ سے حرکت کرنا چاہی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارے سے اپنی جگہ رہنے کا حکم دیا اور پردہ لٹکا لیا، اسی دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (اس موقع پر) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوا ہے، بلکہ ان کے پاس ان کے رب نے ویسا ہی پیغام بھیجا ہے جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس بھیجا تھا، اور وہ چالیس راتوں تک اپنی قوم سے دور رہے تھے، واللہ! مجھے امید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں، یہاں تک کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ کر) ان منافقین کے ہاتھ اور زبانیں کاٹ دیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں (ابنِ حبان)

اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور آپ نے صحابۂ کرام کے سامنے خطبہ دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر دی، جس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی تصدیق ہو گئی۔

چنانچہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى، فَقَالَ اجْلِسْ، فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ، وَتَرَكُوا عُمَرَ، فَقَالَ: " أَمَّا بَعْدُ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ، فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ " وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا (بخاری، رقم الحدیث ۱۲۴۱)

ترجمہ:ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے،اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کررہے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ،انہوں نے انکار کردیا، پھر کہا کہ بیٹھ جاؤ،انہوں نے پھر انکار کیا،تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا،اور لوگ ان کی طرف متوجہ ہوگئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی بات سُننا چھوڑ دیا،ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امابعد!تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں،اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے،وہ نہیں مرے گا،اللہ تعالیٰ نے(قرآن میں)فرمایا ہے کہ:

”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ“(سورة آلِ عمران)

یعنی”اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف رسول ہیں،ان سے پہلے بھی بہت رسول ہوگزرے ہیں، بھلا اگر یہ فوت ہوجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو کیا تم(دین سے)اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (یعنی مرتد ہوجاؤ گے)اور جو کوئی(دین سے)اُلٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرسکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو(بڑا)ثواب دے گا“(سورہ آلِ عمران)

واللہ!اس سے پہلے لوگ گویا جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے،یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی تو لوگوں نے یہ آیت ان سے سن کر حاصل کی،اور اس وقت ہر شخص اسی آیت کی تلاوت کررہا تھا(بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی لوگوں کے سامنے خطبہ دے کر اپنی پہلی بات کی وجہ اور اس کی تردید بیان فرمائی،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی تصدیق فرمائی،اور صحابۂ کرام کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تلقین فرمائی۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى المِنْبَرِ، وَذَلِكَ الغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لاَ يَتَكَلَّمُ، قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَدْبُرَنَا، يُرِيدُ

بِـذٰلِکَ أَنْ یَـکُونَ آخِرَهُمْ، فَإِنْ یَکُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ، هَدَى اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَانِيَ اثْنَيْنِ، فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ، فَقُومُوا فَبَايِعُوهُ، وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذٰلِکَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً (بخاری، رقم الحدیث ۷۲۱۹، باب الاستخلاف)

ترجمہ: انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے سنا، اور ابوبکر خاموش بیٹھے ہوئے تھے، کچھ نہیں بول رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے، یہاں تک کہ ہمارے بعد انتقال فرمائیں گے، مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں، تو اللہ نے تمہارے سامنے نور رکھ دیا ہے کہ جس کے ذریعے تم ہدایت پاتے ہو، اسی سے اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عطا فرمائی، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی (اور ساتھی) ہیں، جو غار میں دوسرے تھے، اور وہ مسلمانوں میں سے تمہارے معاملات (اور خلافت) کے زیادہ لائق ہیں، اس لئے اٹھو اور ان کی بیعت کرو، ان میں سے ایک جماعت اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ ہی میں بیعت کر چکی تھی اور یہ عام بیعت تھی جو منبر پر ہوئی تھی، زہری نے حضرت انس بن مالک کا قول نقل کیا ہے، کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ منبر پر چڑھیے اور عمر رضی اللہ عنہ برابر یہ کہتے رہے، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور لوگوں نے اُن کی عام بیعت کی (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام کو دین پر ثابت قدم رہنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی نصیحت اور تلقین کی، اور صحابۂ کرام کی جماعت کو اکٹھا رکھا، اور صحابۂ کرام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ہجرت نبوی (تیسری وآخری قسط)

ہجرت نبوی سے حاصل ہونے والا ایک سبق

پیارے بچو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ مسلمان کو ہر حال میں اپنے دین پر قائم رہنا چاہیے، اور اللہ ورسول کے احکام پر عمل کرنا چاہیے، اگر کبھی ایسے حالات پیش آجائیں کہ جس جگہ وہ رہتا ہے وہاں دین پر قائم رہنا اور دین کے احکام پر چلنا مشکل ہوگیا ہے، مثلاً وہاں کافروں کا قبضہ ہوجائے یا اللہ کے نافرمان لوگوں کا ہر طرف غلبہ ہوجائے، اور وہ دین کی توہین کریں، مذاق اڑائیں، دین کے حکموں پر اعتراضات کریں، اور مسلمانوں پر ان کے دین کے معاملے پر سختیاں کریں، اور ان کو دین کا نام لینے یا دین پر چلنے سے منع کریں، تو ایسے وقت میں اس علاقے یا جگہ سے آدمی اپنی جائیداد یا مکان وغیرہ بیچ کر دوسری ایسی جگہ میں چلا جائے، وہاں رہائش اختیار کرے، جہاں اچھا ماحول ہے، مسلمان بڑی تعداد میں آباد ہیں، اور اچھے لوگ ہیں، دین پر چلنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

وطن کو چھوڑنا آسان نہیں ہوتا، لیکن دین کو بچانے کے لیے یہ قربانی بھی دینی پڑتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطن مکہ سے بہت محبت تھی، لیکن دین کے لیے آپ نے وطن، گھربار اور جائیداد کو قربان کردیا، چنانچہ ہجرت کے موقع پر آپ نے فرمایا:

مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ (سنن الترمذی رقم الحدیث ۳۹۲۶)

ترجمہ: تیرے جیسی من پسند اور محبوب ترین جگہ میرے لیے کوئی نہیں۔ اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ زمین کے کسی حصے پر کبھی نہ رہتا۔

بعض دفعہ آدمی ایک محلے میں رہتا ہے، ساری آبادی مسلمانوں ہی کی ہوتی ہے، اور دین پر چلنا بھی بظاہر مشکل نہیں ہوتا، لیکن اس محلے یا علاقے کا ماحول اور معاشرہ بہت بگڑا ہوا ہوتا ہے، اور یہ خطرہ ہوتا ہے کہ ہم یا ہمارے بچے اس برے ماحول سے متاثر ہوکر بے دینی اور گناہوں والی زندگی میں مبتلا ہوجائیں گے،

تو اپنی عادات، اخلاق اور چال چلن کو برے ماحول سے بچانے کے لیے اس محلے یا گاؤں یا شہر کو چھوڑ کر دوسرے محلے یا جگہ میں کرائے کا مکان لے کر یا اپنا مکان خرید کر منتقل ہو یا، یہ بھی ہجرت کی ایک قسم ہے، اس پر بھی بہتر اجر ملتا ہے، اس ہجرت کی فضیلت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

ایک اور سبق

دین کے بعض احکام شروع میں بڑے مشکل ہوتے ہیں، ان پر عمل کرنا بڑے دل گردے کا کام ہوتا ہے، اور ان احکام کا پورا فائدہ اور آخری نتیجہ بھی آدمی کے سامنے نہیں ہوتا، لیکن ایسے وقت محض اللہ کا حکم اور دین کا مطالبہ سمجھ کر جب مسلمان اس حکم کو پورا کرتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو بہت جلد دنیا میں ہی خوب نوازتے ہیں، انعامات کی بارش اس پر شروع ہو جاتی ہے، دینی و دنیاوی ترقیوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے لیے اپنے وطن کو، اپنے گھر بار، رشتہ داروں، جائیدادوں کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہ تھا، مگر جب اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا کر خوشی خوشی یہ سب کچھ انہوں نے اللہ کے نام پر قربان کر دیا، اور ہجرت کر لی، تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تھوڑے عرصے محض آٹھ دس سال میں ہی اللہ نے مکہ پر بھی دوبارہ ان کو قبضہ اور حکومت دلوادی، اور دوسرے کئی علاقے جیسے خیبر، فدک اور یمن، نجد کے علاقے، اللہ نے مسلمانوں کو دے دیئے، اور خوب خوشحالیاں اور دنیا کے مال واسباب وخزانے بھی مسلمانوں کو مل گئے، اور ہجرت کا اجر وثواب آخرت کے لیے الگ رہا۔

ہمیں بھی چاہیے کہ دین کے کسی تقاضے کو پورا کرنے لیے ہمیں کچھ قربانی دینی پڑے، تو ہم دے دیں، اس کے نتیجہ میں دنیا وآخرت میں اللہ ہمیں نوازیں گے، اور ہمارا نام روشن کریں گے۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

رمضان،عیداور ہماری خواتین

معزز خواتین! رمضان کا بابرکت مہینہ جلوہ فگن ہے،گرمی کی شدت اوراس کے ساتھ پندرہ،سولہ گھنٹے کا روزہ ہوش اڑانے کے لیےاوراللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی قدر یاددلانے کے لیے کافی کچھ استعداد رکھتا ہے ،جن کو ہم عام دنوں میں بے جا اوراسراف کے ساتھ خرچ کرتے بلکہ لٹاتے ہیں اورایک لمحہ کے لیے بھی ان کی نعمت ہونے کا احساس ہمارے دل ودماغ کے کسی گوشے میں پیدانہیں ہوتا،ویسے تو سب پر ہی روزہ کی شدت کا اثر ہوتا ہے لیکن ایسے افراد جومحنت کے کام کرتے ہوں یا پھر دھوپ میں آنا جانا زیادہ ہوان پر روزہ کی شدت میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے،ایسے ہی افراد میں سے خواتین بھی ہیں جو اگرچہ عام طور پر دھوپ وغیرہ میں تو نہیں جاتیں لیکن باورچی خانہ میں چولہا ہانڈی کرنا بھی کچھ کم مشقت آمیز کام نہیں،اللہ تعالیٰ ایسے سب افراد کوان کی ہمت اوراپنی شان کے مطابق اجروثواب عطا فرمائے۔

اس مضمون میں آپکی خدمت میں دو باتیں رکھنی ہیں ایک کا تعلق تو رمضان المبارک سے ہےاوردوسری کا عید سے۔

رمضان المبارک کے حوالے سے تو یہ گزارش کرنی تھی کہ اس مبارک مہینہ کی فضیلت تو سب کو معلوم ہی ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں،جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں،نیکیوں کا ثواب کئی گنا بڑھا چڑھا کردیا جاتا ہے،اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہےاوراس کے علاوہ بے شمار فضیلتیں اور برکتیں یہ مہینہ اپنے ساتھ لاتا ہے،ان برکتوں کے پیشِ نظر اکثر مسلمانوں میں عبادت کے حوالے سے دلچسپی دیکھنے کو ملتی ہے خواہ مرد حضرات ہوں یا خواتین ہر کوئی اپنی طاقت اورفرصت کے بقدر اعمال میں پیش قدمی کرتا نظر آتا ہے،لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہماری خواتین کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو رمضان کو ایک پکوان کا مہینہ سمجھتی ہیں ان کے نزدیک رمضان کا سب سے بڑا مقصد اچھے سے اچھے اور لذیذ ترین کھانے بنانا ہی ہوتا ہے،جس کے بدلے میں داد اور کچھ تعریفی جملے اپنے نام کیے جاسکیں،سب سے بڑی کامیابی ان کے نزدیک یہی ہے کہ جدید قسم کا پکوان بن جائے،اس کے لیے اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرکے ٹی وی کے آگے باقاعدگی کے ساتھ بیٹھ کر پوری ترکیب سیکھی جاتی اورانٹرنیٹ

سے نت نئی ریسیپیز ڈاون لوڈ کی جاتی ہیں اور نا جانے کیا کیا بکھیڑے کیے جاتے ہیں، اور پھران کی اس ساری محنت اوراچھا خاصا وقت اور کبھی کبھار وقت کے ساتھ پیسہ بھی برباد کرنے کے بعد کچھ خواتین تو اپنی مطلوبہ چیز بنانے میں کامیابی حاصل کرلیتی ہیں البتہ بعض خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو اپنے پکوان کا خود بھی علم نہیں ہوتا کہ درحقیقت یہ ڈش ہے کیا، اور بے چارے اس کے کھانے والے پوری طرح سے دل بھر کر کھانے کے بعد بھی اس پکوان کے اجزاء ترکیبی کے بارے میں کوئی تبصرہ اور کمنٹ کرنے سے قاصر رہتے ہیں، ایسی خواتین سے عرض ہے کہ برائے مہربانی اپنے اور اپنے گھر والوں کے حال پر رحم کھائیں اور ان کو تختۂ مشق بنانے سے پرہیز کریں، عمدہ اور لذیذ کھانا بنانا بلاشبہ خواتین میں بہت بڑی صفت ہے، امہات المومنین میں سے بھی بعض اس شعبے میں مہارت رکھتی تھیں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ذائقہ اور لذت خداداد چیز ہے جس میں اگرچہ بعض اوقات دلچسپی اور مشق کو بھی دخل ہوتا ہے لیکن لذت اور ذائقہ صرف مشق پر ہی منحصر نہیں ہے، اس لیے اس میں ایسا انہماک نہیں ہونا چاہیے کہ اس کو ہی اپنے سر پر سوار کرلیا جائے اور دوسرے ضروری کاموں سے غفلت برتی جائے، میرا کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس بارے میں کوشش اور محنت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ اس شعبے میں تو خواتین کو ضرور مہارت حاصل کرنی چاہیے، لیکن مہارت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ کوئی نئی چیز ہی بنائیں، روزمرہ پکنے والے کھانے بنانے میں مہارت حاصل کرنا بھی کافی ہے، میری تو صرف اتنی سی عرض ہے کہ اپنے گھر، ماحول، افراد کو پیش نظر رکھ کر پکوان بنانے چاہییں، اب اگر کسی گھر میں اکثریت شوگر یا ہائی بی پی کے مریضوں کی ہے اور خاتون خانہ حلوے اور گرم ڈرائی فروٹ والے پکوان بنانے کی مشق کررہی ہوں تو ان کا یہ تجربہ ان کے گھر والوں کے لیے اچھے خاصے نقصان کا باعث ہوگا اور شاید جتنے پیسے اس ڈش کے بنانے میں صرف ہوئے ہیں، اس سے کئی گنا بڑھ کر دواؤں اور ڈاکٹرز کی فیسوں میں لگیں گے، نیز یہ کہ اس مبارک مہینہ میں زیادہ توجہ عبادت میں ہونی چاہیے، عبادت کو نظرانداز کرکے سارا وقت ہی کھانا بنانے یا اس کی ترکیبیں سیکھنے میں لگادینا کہاں کی عقلمندی ہے، لیکن عبادت میں بھی اعتدال ہونا چاہیے ایسی کوشش نہیں ہونی چاہیے کہ گھر کا ضروری کام بکھرا پڑا ہو اور آپ مصلے پر کھڑی ہوں ایسی عبادت سے منفی تاثر قائم ہوتا ہے لہٰذا اس سے پرہیز برتنا چاہیے اور اعتدال میں رہتے ہوئے گھر والوں کے لیے لذیذ کھانا بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ ضروری نہیں کہ آپ کوئی نئی ڈش بنائیں گی تبھی آپ کی کوشش کو سراہا جائے گا (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا) بلکہ اگر آپ اپنے پیاروں کی پسند کی کوئی ایسی چیز بنادیں

جو وہ بارہا کھا چکے ہوں تو یقین جانیے !اس پر بھی آپ کو اتنا ہی کریڈٹ ملے گا جتنا کسی نئی چیز کے بنانے میں ملتا، لہٰذا تھوڑی سی توجہ اور اپنی محنت کے ساتھ رخ کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری گزارش عید کے حوالے سے ہے اور وہ یہ کہ پہلے ہم عید کی حقیقت کو سمجھیں کہ عید کی حقیقت کیا ہے، عید ہمارا مذہبی تہوار ہے جس میں خوشی کے ساتھ ساتھ عبادت کا عنصر غالب ہے، یہ کوئی میلہ، جشن نہیں ہے جس میں کسی قسم کی حدود اور شریعت کے اصولوں کی پابندی پیش نظر نہ رکھی جائے، یہ خوشی کا موقعہ ہے ہر طرح کی جائز تفریح کی اجازت ہے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حبشیوں کا کھیل دیکھنا اور بچیوں سے اشعار سننا ثابت ہے، لیکن تفریح کے نام پر بالکل ہی آزاد ہو جانا کہ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو کہ گویا رمضان میں شیاطین نہیں بلکہ ہم قید تھے، یہ بالکل غیر مناسب بات ہے، اسی کے ساتھ ساتھ عمدہ لباس جو بھی میسر ہو وہ پہننا مستحب ہے، عمدہ کا مطلب نیا نہیں ہے، ایک دفعہ کسی تقریب میں پہنا ہوا لباس دوبارہ، سہ بارہ پہن لینے سے ہماری شان میں کوئی فرق نہیں پڑنے والا لیکن اکثر خواتین کے نزدیک ایسا کرنا معیوب ہی نہیں بلکہ اس سے بھی آگے کے درجہ کا عمل ہے، اسی طرح زیب وزینت اختیار کرنا بھی مطلوب ہے تاکہ بھرپور طریقہ سے خوشی کا اظہار کیا جاسکے، یہ سارے امور تو وہ ہیں جنکی شریعت کی طرف سے اجازت ہے اور اس میں اچھی خاصی وسعت ہے، اس ساری صورتحال کے برعکس ہماری خواتین زیب وزینت اور اچھے لباس پہننے کا مطلب کچھ اور سمجھی بیٹھی ہیں، ان کے نزدیک عید کا معنیٰ مقابلۂ حسن کے مترادف یا اس کے قریب قریب ہے جس میں سب سے خوبصورت نظر آنے والی خاتون کو ملکہ حسن کا خطاب دیا جاتا ہے، اور اگر عید کے دن سر سے لے کر پاؤں تک کی کوئی سی ایک چیز میچنگ کے بغیر یا فیشن کے تقاضوں کی مطابقت سے رہ جائے، تو ان کے نزدیک ایسا ہے گویا ان کی عید ہی مکروہ ہوگئی، اور یہ میں مبالغہ آرائی نہیں کر رہا حقیقت میں خواتین کی اکثریت میں یہ سوچ پائی جاتی ہے الا ماشاء اللہ، لہٰذا اس سوچ کو بدلیے اور زیب وزینت کا بھی اہتمام کیجیے لیکن اس کا مقصد دوسروں سے مقابلہ کرنا یا ان سے بہتر نظر آنا نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کو پورا کر رہی ہیں اور ساتھ ساتھ جن افراد کے لیے زیب وزینت اختیار کرنا جائز ہے ان کا تصور ذہن میں ہو، مقابلہ بازی یا نمائش کے تحت کیا گیا عمل باعث وبال ہوتا ہے اس سے بچنا ہی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سب کو رمضان کی بابرکت اوقات سے فائدہ اٹھانے والا بنائے اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اپنی عید کے دن گزارنے والا بنائے۔ آمین۔

جھوٹ اور غیبت اور لغو کام روزے کے لیے زہرِ قاتل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری، رقم الحدیث 1903)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (بخاری)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَهٗ وَلٰكِنَّهٗ مِنَ الْكِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ وَالْحَلْفِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث 8975)

ترجمہ: روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو باتوں اور جھوٹی قسموں سے بچنا بھی ضروری ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

خبردار کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے (شعبُ الایمان، حدیث نمبر 3372)

معلوم ہوا کہ جھوٹ اور غیبت دو ایسے گناہ ہیں، جو روزے کے مقصود کو ضائع کر دیتے ہیں۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

اعتکاف کرنے والا، بروزِ قیامت عرش کے سایہ میں قیام پذیر ہوگا

اور حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کو کہ جس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، اس وقت سے جب سے مسجد سے نکلے، اس وقت تک کہ جب تک مسجد کی طرف لوٹ کر نہ آجائے، چوتھے وہ دونوں آدمی کہ جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے اور ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اور چھٹے اس آدمی کو کہ جس کو کوئی حسب (وعہدہ) والی اور خوبصورت عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور ساتویں اس آدمی کو کہ جو کوئی چیز صدقہ کرے، اور اس کو اتنا چھپائے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے (ابنِ حبان، حدیث نمبر7338)

یعنی اعتکاف کے بے شمار فضائل اور فوائد ہیں، جو ہر قسم کے اعتکاف پر حاصل ہو جاتے ہیں، خواہ وہ اعتکاف نفلی ہو یا سنت یا واجب، پس مسجد میں اعتکاف کرنے والے تو عظیم ثواب کے مستحق ہوتے ہی ہیں، اور جن کا دل مسجد میں اٹکا اور وابستہ ہو، وہ بھی اس فضیلت کے مستحق ہیں۔

مسجد میں ٹھہرے رہنے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ:رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، اپنے گھر کی نماز پر، اور اپنے بازار(یعنی دوکان وغیرہ) کی نماز پر بیس سے زیادہ (یعنی پچیس) درجہ کی فضیلت رکھتا ہے، اور بے شک تم میں سے کوئی جب وضو کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد میں آتا ہے، جس کا ارادہ صرف نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، تو اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے اس کی ایک خطاء کو معاف کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوجائے، پھر جب مسجد میں داخل ہوجاتا ہے، تو وہ نماز میں ہوتا ہے، جب تک کہ وہ نماز کی وجہ سے (وہاں) رُکا رہے، اور اس کے لئے فرشتے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ یااللہ اس پر رحم فرما، اس کی مغفرت فرما، اس کی توبہ قبول فرما، جب تک کہ وہ مسجد میں ایذاء نہ پہنچائے، جب تک کہ وہ وضو نہ توڑ دے(اس وقت تک وہ نماز کے ثواب اور فرشتوں کی اس دعا کا مستحق رہتا ہے)(مسلم،649)

معلوم ہوا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، اور اچھی طرح وضو کرنا، اور مسجد میں رہنا اور نفلی وسنت اعتکاف کرنا، یہ تمام عمل اجر وثواب اور انعامات سے بھرپور عمل ہیں کہ ان کو اعمال کو سرانجام دینے والا، ہر ہر قدم پر نیکی حاصل کرتا ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

لیلۃُ القدر میں قرآن مجید کا نزول اور اس کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے لیلۃُ القدر کے بارے میں ایک پوری سورت نازل فرمائی ہے، جو سورۃُ القدر کے نام سے معروف ومشہور ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰـهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ .وَمَآاَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ .لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌمِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ .تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَابِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ .سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ.

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃُ القدر میں اتارا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃُ القدر کیا ہے؟ لیلۃُ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ،اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر اترتے ہیں ،سراپا سلام ہے، وہ (لیلۃُ القدر) طلوعِ فجر تک رہتی ہے (سورہ قدر، سپارہ30)

اس سورۃ میں پانچ آیات ہیں اور یہ تیس کلمات اور ایک سو بارہ حروف پر مشتمل ہے، اس سورت میں لیلۃُ القدر کی چار خصوصیات ذکر کی گئی ہیں: ایک یہ کہ اس رات میں قرآن مجید نازل ہوا۔ دوسری یہ کہ یہ رات ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر ہے۔ تیسری یہ کہ اس رات میں فرشتے اور روح اترتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اس رات میں طلوعِ فجر ہونے تک سلامتی کا نزول ہوتا ہے۔

اس لیے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں، اس رات کو نماز روزہ، تراویح و تہجد، اعتکاف، دعا اور توبہ واستغفار جیسے اعمال کے ذریعہ تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس
بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED
فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے
Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances
شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

لیلۃ القدر سے محرومی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَاالشَّھْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْحُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَااِلَّامَحْرُوْمٌ(ابن ماجه، رقم الحديث 1644)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس (لیلۃ القدر) کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے (ابنِ ماجہ)

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃُ القدر سے محرومی بہت بڑی محرومی کی بات ہے، اس لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ لیلۃُ القدر سے محروم لوگوں میں شامل نہ ہو، اور اس کے لئے رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصی طور پر نمازِ تراویح اور مسنون اعتکاف کا اہتمام اس رات کو پانے کی ایک اہم کڑی ہے۔

یوں تو رمضان کی ہر رات ہی بے شمار رحمتوں اور فضیلتوں کی حامل ہے، مگر اس رات کو تلاش کرنے کی خاطر رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصی طور پر قیام اور عبادت اگلے پچھلے صغیرو گناہوں کی معافی کا باعث اور بے شمار رحمتوں اور فضیلتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

Idara Ghufran

صدقۂ فطر روزے داروں کے لئے تطہیر و پاکیزگی کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ (سنن أبي داوٗد، رقم الحديث 1609)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃِ فطر (یعنی صدقۂ فطر) روزے داروں کو بیکار اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اور مساکین کو کھلانے (یعنی ان کی مدد وتعاون کرنے) کے لئے مقرر فرمایا، جس نے (عید کی) نماز سے پہلے ادا کردیا تو یہ مقبول صدقۂ فطر ہے اور جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو پھر یہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے (ابوداود)

مطلب یہ ہے کہ صدقۂ فطر سے روزے یا روزہ دار کی تطہیر و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اور جو روزے کی حالت میں فضول اور فحش کلام وغیرہ سرزد ہوجاتے ہیں، صدقۂ فطر کے ذریعہ سے ان کا ازالہ ہوجاتا ہے، اور صدقۂ فطر سے ضرورت مندوں کا تعاون الگ ہوتا ہے۔

اور صدقۂ فطر کا عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، اور یہ فضیلت عید کی نماز کے بعد ادا کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، اگرچہ صدقۂ فطر کی ادائیگی ہوجاتی ہے۔

Idara Ghufran

چاند رات روزے داروں کے لئے انعام واکرام والی رات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ (شعب الإيمان)

ترجمہ: پھر جب عیدُ الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃُ الجائزہ (یعنی انعام کی رات) رکھا جاتا ہے (بیہقی، حدیث نمبر 3421)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث 1782)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدین (یعنی عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ) کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی خاطر (عبادت کے ساتھ) قیام کیا (یعنی عبادت اور نفل نماز کا اہتمام کیا) تو اُس کا دل اُس دن مُردہ نہیں ہوگا، جس دن (لوگوں کے) دل مُردہ ہوجائیں گے (ابن ماجہ)

عیدالفطر کی رات (یعنی چاند رات) کے انعام کی رات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان المبارک کی عبادت کا اجر وثواب اس رات میں طے کیا جاتا ہے، اور اُس دن سے مراد قیامت کا دن ہے، کہ جس کی دہشت سے لوگوں کے دل مُردہ ہوجائیں گے، اس لئے چاند رات جیسی عظیم الشان فضیلت والی رات کو فضول اور لغو کاموں میں ضائع کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

ہوائی جہاز اور طویل ومختصر دنوں میں روزہ کا وقت

سوالات:

روزہ سے متعلق درجِ ذیل چند سوالات کے جوابات درکار ہیں۔

(1)...... اگرایک شخص کسی اونچے عرض البلد یا پہاڑ کے اوپر ہے، اور دوسرا شخص نیچے عرض البلد یا نشیبی جگہ میں ہے، تو دونوں اشخاص کے روزہ شروع اور ختم ہونے کے اوقات ایک جیسے ہوں گے، یا فرق ہوگا؟

(2)...... اگرکوئی شخص روزہ کی حالت میں جہاز میں سوار ہے، اور اُسے سورج نظر آ رہا ہے، یعنی وہ فضا کے جس مقام پر موجود ہے، وہاں کے اعتبار سے سورج غروب نہیں ہوا، لیکن وہ زمین کے جس خطہ کے اوپر سے گزر رہا ہے، وہاں زمین کے حصہ میں سورج غروب ہو چکا ہے، تو ایسے شخص کو روزہ افطار کرنے میں کون سے وقت کا لحاظ کرنا ہوگا؟

(3)...... اگرکوئی شخص ایسے علاقہ میں ہے، جہاں روزہ ایسے وقت میں آیا ہے کہ دن بہت لمبا ہے، جس کی وجہ سے اسے روزہ کو پورا کرنا مشکل ہے، تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

(4)...... اگرکوئی شخص روزہ رکھ کر کسی جہاز میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مشرق کی طرف ہے، جس کی وجہ سے سورج ایسے وقت غروب ہوجاتا ہے کہ اس وقت تک اس جگہ سورج غروب نہیں ہوا، جہاں سے وہ روزہ رکھ کر چلا تھا۔

اسی طرح اگرکوئی اس کے برعکس روزہ رکھ کر کسی جہاز میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مغرب کی طرف ہے، جس کی وجہ سے سورج غروب ہونے میں دیر لگ جاتی ہے، اور جس جگہ سے وہ روزہ رکھ کر چلا تھا، وہاں سورج غروب ہو چکا ہے، ان دونوں اشخاص کے لئے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے؟

(5)...... اگرکوئی شخص ایسے علاقہ میں ہے، جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن یا رات نہیں آتے، اور کبھی رات بہت طویل اور لمبی ہوتی ہے، اور کبھی دن بہت طویل اور لمبا ہوتا ہے، ایسے علاقہ میں موجود شخص کو ایسے زمانہ میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

www.idaraghufran.org

(6)...... آج کل بعض ملکوں کی تاریخوں میں بعض اوقات ایک یا دو دن کا فرق ہوتا ہے، جیسا کہ پاکستان اور سعودی عرب میں کہ سعودی عرب میں بعض اوقات رمضان کا آغاز پاکستان سے ایک یا دو دن پہلے ہوجاتا ہے، اور اسی طریقہ سے وہاں عید بھی ایک یا دو دن پہلے ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں رمضان شروع ہونے کے بعد بعض لوگ پاکستان سے سعودی عرب عمرہ وغیرہ کے لیے چلے جاتے ہیں، اور وہیں ان کی عید ہوتی ہے، اور ان کے روزوں کی تعداد مکمل نہیں ہوتی، یا بعض لوگ سعودی عرب سے پاکستان آجاتے ہیں، اور یہاں عید کے اعتبار سے ان کے روزوں کی تعداد میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے روزوں کا کیا حکم ہے؟ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جوابات:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ،ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (سورة البقرة ،رقم الآية ١٨٧)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو تم اس وقت تک کہ متمیز ہوجائے تم کو سفید دھاگہ صبح کا سیاہ دھاگہ سے، پھر پورا کرو تم روزوں کو رات تک (سورہ بقرہ)

سفید دھاگے سے مراد صبح صادق کی روشنی اور سیاہ دھاگے سے مراد رات کا اندھیرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کو رات میں تو کھانا پینا جائز ہے، مگر طلوعِ فجر سے لے کر رات کے شروع ہونے یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا جائز نہیں۔ [1]

---

[1] ولم يقل حتى يتبين لكم الفجر دلالة على حرمة الاكل عند ظهور خيطه يعنى اول جزء منه (التفسير المظهرى ،الجزء الاول ،ص ٢٠٤ ،سورة البقرة)

ولا شك أن حتى لانتهاء الغاية فدلت الآية على أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهى عند طلوع الصبح (غرائب القرآن ورغائب الفرقان تفسير النيسا بورى، ج ا ص ٥١٥، سورة البقرة)

قول الله -تعالى : -(حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر) وقد ظهر تحريم الأكل بطلوع الفجر عند الخاص والعام وفى كل عصر ومصر (مواهب الجليل فى شرح مختصر الشيخ خليل، ج ا ص ٣٩٨، باب مواقيت الصلاة)

Idara Ghufran

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

صُومُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ، وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ فَأَفْطِرُوا (مسند احمد، رقم الحديث ٢١٩٥٥) [1]

ترجمہ: تم روزہ اس طریقہ سے رکھو، جس طریقہ سے تمہیں اللہ نے حکم فرمایا ہے، اور تم روزے کو رات تک پورا کرو، پھر جب رات آجائے، تو تم روزہ افطار کرلو (مسند احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ (بخارى) [2]

ترجمہ: جب رات اُدھر سے (یعنی مشرق سے) آجائے اور دن ادھر سے (یعنی مغرب سے) چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار صاحبِ افطار ہو گیا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هَاهُنَا، جَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ (مسند احمد، رقم الحديث ١٩٣٩٥) [3]

ترجمہ: جب سورج یہاں (یعنی مغربی افق میں) غروب ہو جائے، تو یہاں (یعنی مشرق) سے رات آ گئی، اور روزہ دار نے افطار کرلیا (مسند احمد)

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ صَائِمًا أَمَرَ رَجُلًا فَأَوْفٰى عَلٰى شَيْءٍ، فَإِذَا قَالَ: غَابَتِ الشَّمْسُ، أَفْطَرَ (صحيح ابنِ حبان) [4]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ١٩٥٤، كتاب الصوم، باب متىٰ يحل فطر الصوم، واللفظ لهٗ، مسلم، باب بيان وقت انقضاء الصوم.

[3] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

[4] رقم الحديث ٣٥١٠، كتاب الصوم، باب الافطار وتعجيله.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ سے ہوتے تھے، تو ایک آدمی کو حکم فرماتے تھے، جو کسی چیز پر چڑھ کر (سورج غروب ہونے کو) دیکھتا تھا، پھر جب وہ کہتا تھا کہ سورج غروب ہوگیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرلیا کرتے تھے (صحیح ابنِ حبان)

معلوم ہوا کہ شرعی اعتبار سے سورج غروب ہوتے ہی رات کا آغاز ہوکر روزہ کا وقت مکمل ہوجاتا ہے۔[1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآن وسنت اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں روزہ شروع ہونے کا وقت طلوعِ فجر سے شروع ہوتا ہے، اور سورج غروب ہونے پر مکمل ہوجاتا ہے۔[2]

اور یہ بات ظاہر ہے کہ روزہ شروع اور مکمل ہونے کے وقت کا تعلق، ہر شخص کے اس علاقہ ومکان سے ہے، جہاں پر وہ روزہ شروع ہونے یا روزہ مکمل ہونے کے وقت موجود ہے، کیونکہ دنیا بھر میں طلوعِ فجر اور سورج غروب ہونے کا وقت مختلف اوقات میں ہوتا ہے، کہیں کسی وقت دن ہوتا ہے، تو کہیں رات ہوتی ہے، اسی طرح کہیں سورج یا فجر کے طلوع کا وقت ہوتا ہے، تو کہیں اس وقت سورج غروب ہوتا ہے۔

---

[1] ذکر معناه :قوله :(إذا أقبل الليل من ههنا) أی :من جهة المشرق .(وأدبر النهار من ههنا) أی :من المغرب، وقد مر الكلام فيه فی باب الصوم فی السفر والإفطار فی آخر حديث عبد الله بن أبی أوفی .قوله: (فقد أفطر الصائم) ، أی :دخل فی وقت الفطر، وقال ابن خزيمة :لفظه خبر ومعناه الأمر أی :فليفطر الصائم(عمدة القاری للعينی، ج ۱۱ ص ۶۵،كتاب الصوم، باب متی يحل فطر الصائم)

(كان إذا كان صائما أمر رجلا فأوفی) أی أشرف (علی شیء) عال يرتقب الغروب يقال أوفی علی الشیء أشرف عليه (فإذا قال) قد (غابت الشمس أفطر) لفظ رواية الطبرانی أمر رجلا يقوم علی نشز من الأرض فإذا قال قد وجبت الشمس أفطر(فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۶۷۸۲)

[2] ركن الصوم باتفاق الفقهاء هو :الإمساك عن المفطرات ، وذلك من طلوع الفجر الصادق، حتی غروب الشمس.ودليله قوله تعالی :(كلوا واشربوا حتی يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر ثم أتموا الصيام إلی الليل).

والمراد من النص :بياض النهار وظلمة الليل، لا حقيقة الخيطين، فقد أباح الله تعالی هذه الجملة من المفطرات ليالی الصيام، ثم أمر بالإمساك عنهن فی النهار، فدل علی أن حقيقة الصوم وقوامه هو ذلك الإمساك(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸ ص ۱۹، مادة "صوم")

أجمع الفقهاء علی أن الصائم يجب عليه أن يمسك عن المفطرات من طلوع الفجر يوم صومه حتی تغرب الشمس ويتأكد من غروبها، لقوله تعالی :(ثم أتموا الصيام إلی الليل)

كما أجمعوا علی أن الصوم ينقضی ويتم بغروب الشمس، لقول النبی صلی الله عليه وسلم :إذا أقبل الليل من هاهنا، وأدبر النهار من هاهنا، وغربت الشمس، فقد أفطر الصائم.وقوله صلی الله عليه وسلم :إذا رأيتم الليل أقبل من هاهنا فقد أفطر الصائم قال الراوی :وأشار بيده قبل المشرق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ ص ۱۸۶، مادة "غروب")

www.idaraghufran.org

اس طرح سے ہر علاقہ ومکان کے دن رات اور سورج کے طلوع وغروب ہونے اور رات ودن کے آغاز واختتام کا وقت مختلف ہوتا ہے، اور جس طرح دنیا کے بعض علاقے نیچے کے عرض البلد پر واقع ہیں، اسی طرح بعض علاقوں اونچے عرض البلد پر بھی واقع ہیں، اور سب لوگ اپنے اپنے علاقوں کے اعتبار سے ہی روزہ کا آغاز واختتام کرتے ہیں، جس طرح سے سب لوگوں اپنے اپنے علاقوں کے اعتبار سے روزانہ پانچ اوقات کی نمازوں کو ادا کرتے ہیں۔

پھر اس میں بھی شک نہیں کہ جو شخص جس وقت جہاں پر موجود ہے، اس کا وہیں کے اوقات کے اعتبار سے نماز اور روزہ کا وقت شروع ہوگا، خواہ وہ اس جگہ کا مستقل باشندہ ہو یا پھر عارضی طور پر سکونت اختیار کیے ہوئے، یا وہ وہاں کسی کام اور غرض سے آیا ہو، جیسا کہ نمازوں کے سلسلہ میں بھی ہر شخص اسی اصول وقاعدہ کے مطابق عمل کرتا ہے، اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہوتا۔

پس اس اصول کی بناء پر جو شخص روزہ شروع ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اس کے روزہ شروع ہونے کا وقت وہیں کے اعتبار سے شروع ہوگا، اور روزہ مکمل ہونے کے وقت جس جگہ ہوگا، اس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت بھی وہیں کے اعتبار سے معتبر ہوگا، کیونکہ اس کے حق میں روزہ شروع ہونے کا شرعی حکم ''حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ، الخ'' اور روزہ مکمل ہونے کا شرعی حکم ''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ'' اسی تفصیل وترتیب کے مطابق ثابت ہو رہا ہے، جیسا کہ نمازوں کے ابتدائی واختتامی اوقات کا بھی یہی معاملہ ہے۔

پھر ایک ہی زمانہ میں بعض علاقوں میں دن چھوٹا اور رات بڑی ہوتی ہے، اور اسی زمانہ میں دوسرے علاقوں میں اس کے برعکس دن بڑا اور رات چھوٹی ہوتی ہے، مگر سب لوگ اپنے علاقوں کے اعتبار سے روزہ کو شروع اور مکمل کرتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ دوسرے علاقے والوں کے روزہ کا دورانیہ ان سے مختصر ہو رہا ہو یا طویل ہو رہا ہو، تمام معتدل علاقوں کے مسلمان اسی ترتیب وتفصیل کے مطابق عمل پیرا ہیں، جو کہ شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہے۔

مذکورہ تفصیل وتمہید کو پیشِ نظر رکھ کر اب آپ کے سوالوں کے جوابات ترتیب وار درجِ ذیل ہیں۔

اپنے مقام کے اعتبار سے روزہ شروع ومکمل کرنے کا حکم

(1)...... روزہ کا وقت شروع اور ختم ہونے کے بارے میں شرعی اُصول یہ ہے کہ روزہ شروع ہونے کا

وقت فجر کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے، اور سورج غروب ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

اس اُصول کی رو سے جو شخص روزہ شروع ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اُس کے روزہ شروع ہونے کا وقت اُسی مقام کی فجر طلوع ہونے کے وقت سے معتبر ہوگا۔

اور روزہ ختم ہونے کے وقت جس مقام پر موجود ہوگا، اُس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت اُسی مقام کے سورج غروب ہونے کے وقت معتبر ہوگا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزہ شروع ہونے کا وقت فجر طلوع ہونے پر اور روزہ مکمل ہونے کا وقت سورج غروب ہونے پر مقرر فرمادیا ہے، اور یہ حکم ہر شخص پر اُس کے مقام کے لحاظ سے لاگو ہوتا ہے۔

چنانچہ جو شخص زمین کے بالائی علاقہ اور اونچے عرض البلد پر ہو، اُس کے لئے اُسی علاقے کے اعتبار سے فجر کا طلوع اور سورج کا غروب ہونا معتبر ہے، اور جو شخص زمین کے نشیبی اور نیچے والے عرض البلد پر ہو، اُس کے لئے اُسی علاقے کے اعتبار سے فجر کا طلوع اور سورج کا غروب ہونا معتبر ہے؛ اگرچہ دونوں قسم کے علاقوں کے روزہ کے دورانیہ میں فرق کیوں نہ ہو کہ ایک مقام پر روزہ کا دورانیہ لمبا ہو، اور دوسرے مقام پر روزہ کا دورانیہ اس کے مقابلہ میں کم ہو، جیسا کہ تفصیلاً تمہید میں گزرا۔

جہاز میں سوار کے لیے طلوعِ فجر وغروبِ شمس پر حکم

(2)...... اگر کوئی شخص جہاز میں سفر کر رہا ہو، اور جس علاقے کی فضاء سے وہ گزر رہا ہے، اُس کے بالمقابل زمین کے حصہ میں سورج غروب ہو چکا ہے، لیکن فضاء کے جس حصہ میں جہاز موجود ہے، وہاں کے اعتبار سے سورج غروب نہیں ہوا، اور وہاں سے مثلاً سورج نظر آ رہا ہے، تو ایسی صورت میں جہاز میں موجود شخص کو اپنے بالمقابل زمین کے حصہ کا اعتبار کر کے روزہ افطار کرنا درست نہیں، بلکہ وہ جس بلند سطح پر موجود ہے، اُس مقام پر سورج کا غروب ہونا ضروری ہے۔ [1]

جبکہ مقیم اور مسافر ہونے کے اعتبار سے فضاء اور ہوائی جہاز میں موجود شخص کا حکم روزہ کے برعکس اس فضاء کے بالمقابل زمین کے نیچے والے حصہ کے لحاظ سے ہے؛ لہٰذا اگر کوئی ہوائی جہاز میں موجود شخص اپنے وطن کے اوپر کی فضاء سے گزر رہا ہو، تو وہ مقیم کہلائے گا۔

---

[1] (تنبیہ) قال فی الفیض :ومن کان علی مکان مرتفع کمنارۃ إسکندریۃ لا یفطر ما لم تغرب الشمس عندہ ولأہل البلدۃ الفطر إن غربت عندہم قبلہ وکذا العبرۃ فی الطلوع فی حق صلاۃ الفجر أو السحور (ردالمحتار، ج۲، ص ۴۲۰، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ)

www.idaraghufran.org

دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کا تعلق سورج سے وابستہ ہے، اور سورج اوپر کے حصہ میں واقع ہے، جبکہ انسان کا مسکن اور رہائش وقیام زمین سے وابستہ ہے، اور جو نیچے کے حصہ میں واقع ہے۔ [1]

چوبیس گھنٹوں کے اندر طویل دن والے علاقوں میں حکم

(3)...... اگر کوئی کسی ایسے مقام وعلاقہ میں موجود ہے کہ جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن اور رات تو آتے ہیں، مگر بعض موسموں میں دن یا رات غیر معمولی مختصر یا طویل ہوجاتے ہیں، تو ایسے مقام پر موجود شخص کے لئے روزہ شروع ہونے کا اعتبار وہاں کی فجر کے طلوع ہونے کے وقت پر کیا جائے گا اور روزہ مکمل ہونے کا اعتبار وہاں کے سورج غروب ہونے کے وقت پر کیا جائے گا۔

لیکن ایسے علاقہ میں اگر دن کے غیر معمولی طویل ہونے کی وجہ سے روزہ دار کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا ہوتا ہو، مثلاً ہلاکت یا بیمار ہونے کا غالب گمان ہو، تو ایسی صورت میں طویل دن والے موسموں میں روزہ ترک کرکے دوسرے قابلِ برداشت موسموں میں روزہ کی قضا کرنے کی اجازت ہوگی، جیسا کہ مسافر اور مریض کے لئے حکم ہے۔ [2]

---

[1] وإذا ضربتم فی الأرض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلاة (سورة النساء، آیة ۱۰۱)

وإذا ضربتم فی الأرض أی سافرتم أی سفر کان (روح المعانی للآلوسی، ج۳ص۱۲۶، سورة النساء، تحت آیت ۱۰۱)

فلا یقصر المسافر منهم حتی یجاوز جمیع بیوتهم .ولو سار فیها أیاما ؛ لأن ما بینها بمنزلة الفضاء والرحاب الذی بین الأبنیة(منح الجلیل شرح مختصر خلیل، ج۲، ص۴۰۱، فصل فی احکام صلاة السفر)

[2] ففی کل اربع وعشرین ساعة یصلی خمس صلوات ویوم بلغار مع لیلته اربع وعشرون ساعة فیجب ان یصلی فیه خمس صلوات فقد وجد الزمان (حاشیة الطحطاوی علی الدر ، ج۱ ص۱۷۷)

أما لو لم یقدر علیه لشدة الحر کان له أن یفطر ویقضیه فی الشتاء فتح (رد المحتار علی الدر المختار، ج۲، ص۴۲۷، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده)

إذا ثبت هذا :فنقول المریض إذا خاف علی نفسه التلف، أو ذهاب عضو منه یفطر بالإجماع، وإن خاف زیادة العلة وامتداده، فکذلک عندنا، وعلیه القضاء إذا أفطر لقوله تعالی :(ومن کان مریضاً أو علی سفر، فعدة من أیام أخر) وقال فی الأصل : إذا خافت الحامل أو المرضع علی أنفسهما، أو ولدهما جاز الفطر، وعلیهما القضاء ، وهو بناءً علی ما قلنا (المحیط البرهانی، ج۲، ص۳۹۱، کتاب الصوم، الفصل السابع)

ففی هذه الآیة الکریمة والحدیثین الثابتین عن رسول الله صلی الله علیه وسلم دلیل ظاهر علی وجوب الإمساک علی الصائم من حین أن یطلع الفجر حتی تغرب الشمس فی أی مکان کان من الأرض، سواء طال النهار أم قصر، إذا کان فی أرض فیها لیل ونهار یتعاقبان فی أربع وعشرین ساعة، والولایة التی أنتم فیها :فیها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بحالتِ روزہ جہاز میں سوار ہوکر دن مختصر یا طویل ہونے کا حکم

(4)...... جو شخص کسی مقام سے روزہ رکھ کر کسی تیز ترین سواری (مثلاً ہوائی جہاز) میں سوار ہوا، اور سفر کی سمت مشرق کی طرف ہونے کی وجہ سے آگے پہنچ کر سورج جلدی غروب ہوگیا، اور اس کے حق میں دن چھوٹا ہوگیا، یا سفر کی سمت مغرب کی طرف ہونے کی وجہ سے آگے پہنچ کر سورج دیر سے غروب ہوا، اور اس کے حق میں دن بڑا ہوگیا، تو اس شخص کے جس مقام پر ہونے کے وقت سورج غروب ہوگا، اسی وقت اس کے روزہ مکمل ہونے کا وقت شمار کیا جائے گا، اور اس نے جس مقام سے سفر شروع کیا تھا، اس مقام کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين ساعة، فيلزم من كان يصوم فيها أن يمسك من طلوع الفجر إلى غروب الشمس بدلالة الكتاب والسنة على ذلك، ومن أفتى بأن من كان فى بلد يطول نهاره عليه فإنه يصوم بقدر نهار المملكة العربية السعودية فقد غلط غلطا بينا، وخالف الكتاب والسنة، وما علمنا أن أحدا من أهل العلم قال بفتواه .نعم من كان فى بلد لا يتعاقب فيه الليل والنهار فى أربع وعشرين ساعة كبلد يكون نهارها يومين، أو أسبوعاء، أو شهراء، أو أكثر من ذلك فإنه يقدر للنهار قدره، ولليل قدره من أربع وعشرين ساعة؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم لما حدث عن الدجال، وأنه يلبث فى الأرض أربعين يوما يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة وسائر أيامه كالأيام المعتادة، قالوا :يا رسول الله فذلك اليوم الذى كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال :لا .اقدروا له قدره ، وقد اختلف العلماء المعاصرون فيم يقدر الليل والنهار فى البلاد التى يكون ليلها ونهارها أكثر من أربع وعشرين ساعة.

فقال بعضهم :يقدر بالتساوى فيجعل الليل اثنى عشر ساعة والنهار مثله، لأن هذا قدرهما فى الزمان المعتدل والمكان المعتدل.

وقال بعضهم :يقدر بحسب مدتهما فى مكة والمدينة، لأنهما البلدان اللذان نزل فيهما الوحى، فتحمل مدة الليل والنهار على المعروف فيهما إذا لم تعرف للبلد مدة ليل ونهار خاصة به.

وقال بعضهم :يقدر بحسب مدتهما فى أقرب بلد يكون فيه ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين ساعة، وهذا أقرب الأقوال إلى الصحة، لأن إلحاق البلد فى جغرافيته بما هو أقرب إليه أولى من إلحاقه بالبعيد، لأنه أقرب شبها به من غيره، لكن لو شق الصوم فى الأيام الطويلة مشقة غير محتملة بحيث لا يمكن تخفيفها بالمكيفات والمبردات ويخشى منها الضرر على الجسم أو حدوث مرض، فإنه يجوز الفطر حينئذ، ويقضى فى الأيام القصيرة لقوله تعالى فى سياق آيات الصيام :(يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون) وقوله :(وما جعل عليكم فى الدين من حرج ملة أبيكم إبراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفى هاذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهدآء على الناس فأقيموا الصلاة وء اتوا الزكاة واعتصموا بالله هو مولاكم فنعم المولى ونعم النصير) وقوله :(لا يكلف الله نفسا إلا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنآ إن نسينآ أو أخطأنا ربنا ولا تحمل علينآ إصرا كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنآ أنت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين) ؟وخلاصة ما سبق :أن من كان فى بلد فيه ليل ونهار يتعاقبان فى أربع وعشرين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لحاظ سے سورج غروب ہونے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا،خواہ اس سفر کے نتیجہ میں اس کے روزہ کا وقت مختصر ہوجائے یا طویل، کیونکہ روزہ کا وقت مکمل ہونے کا تعلق روزہ دار کے اعتبار سے سورج غروب ہونے کے ساتھ قائم ہے،جیسا کہ پہلے گزرا۔

البتہ اگر دن کے غیر معمولی طویل ہوجانے کی وجہ سے روزہ پورا کرنے میں غیر معمولی تکلیف مثلاً ہلاکت یا بیماری کا غالب گمان ہے،تو اس کو روزہ توڑ دینے اور بعد میں قضا کر لینے کی اجازت ہے، خاص کر جب کہ وہ شرعی مسافر بھی ہو،جیسا کہ گزشتہ مسئلہ کے ذیل میں گزرا۔ [1]

غیر معتدل علاقوں میں روزہ کا وقت

(5)......اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام وعلاقہ میں موجود ہے کہ جہاں چوبیس گھنٹوں کے اندر دن اور رات

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ساعة لزمه صيام النهار وإن طال، إلا أن يشق عليه مشقة غير محتملة يخشى منها الضرر، أو حدوث مرض فله الفطر وتأخير الصيام إلى زمن يقصر فيه النهار.

وأما من كان في بلد لا يتعاقب فيه الليل والنهار في أربع وعشرين ساعة فإنه يقدر الليل والنهار فيه :إما بالتساوي، وإما بحسب مدتهما في مكة والمدينة، وإما بحسب مدتهما في أقرب بلد على الخلاف السابق(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين،ج ١٩ ص ٣٠٨تا ٣١٠،كتاب الصيام، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة)

[1] قلت أرأيت رجلا مسافرا أصبح صائما في شهر رمضان ثم أفطر قال عليه القضاء ولا كفارة عليه.

محمد قال أخبرنا أبو حنيفة عن مسلم الأعور عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه خرج من المدينة إلى مكة في شهر رمضان فشكا إليه الناس في بعض الطريق الجهد فأفطر حتى أتى مكة.

محمد عن أبي حنيفة عن الهيثم عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من المدينة إلى مكة في شهر رمضان لليلتين خلتا من شهر رمضان فصام حتى إذا أتى قديدا شكا إليه الناس الجهد فأفطر بقديد ثم لم يزل مفطرا حتى أتى مكة فأي ذلك فعلت فحسن إن صمت فقد صام النبي صلى الله عليه وسلم وإن أفطرت فقد أفطر النبي صلى الله عليه وسلم وإن سافرت في شهر رمضان(الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني،ج ٢ ص ٢٠٦ الىٰ ٢٠٨،كتاب الصوم)

سئل فضيلة الشيخ -رحمه الله تعالى :-إذا سافر الإنسان من شرق البلاد إلى غربها فزاد عليه الصوم أربع ساعات فهل يفطر على توقيت البلاد الشرقية لأنه صام على توقيتهم؟فأجاب فضيلته بقوله :يستمر في صومه حتى تغرب الشمس لقول الله تعالى :(أتموا الصيام إلى اليل ولا تباشروهن وأنتم عاكفون في المساجد تلك حدود الله فلا تقربوها كذالك يبين الله آياته للناس لعلهم يتقون) ولقول النبي صلى الله عليه وسلم: إذا أقبل الليل من ههنا وأشار إلى المشرق وأدبر النهار من ههنا وأشار إلى المغرب وغربت الشمس فقد أفطر الصائم فيلزمه أن يبقى في صيامه حتى تغرب الشمس ولو زاد عليه أربع ساعات، كما أنه لو سافر من الغرب إلى الشرق أفطر إذا غربت الشمس في المشرق، وإن كان قبل غروبها في المغرب .وسوف ينقص له ساعات بحسب ما بين التوقيتين، لأن الفطر معلق بغروب الشمس(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين،ج ١٩ ص ٣٢٣، ٣٢٤،كتاب الصيام، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة)

www.idaraghufran.org

نہیں آتے، جس کی وجہ سے دن یا رات چوبیس گھنٹوں سے بھی طویل اور لمبے ہوجاتے ہیں، تو ایسے مقام پر روزہ کا وقت شروع اور مکمل ہونے کا معیار کیا ہوگا؟ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے راجح یہ ہے کہ وہ اپنے سے قریب ترین ایسے معتدل علاقے کے فجر کے طلوع اور سورج کے غروب ہونے کے وقت کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھے گا کہ جہاں چوبیس گھنٹوں میں دن رات کا دورانیہ پورا ہوجاتا ہے، چنانچہ اس کے قریب ترین معتدل علاقہ میں جس وقت طلوعِ فجر ہوگا، اس وقت اس کے روزہ کا وقت شروع ہوگا، اور جس وقت سورج غروب ہوگا، اس وقت اس کے روزہ کا وقت مکمل ہوگا۔ [1]

---

[1] اوراس سلسلہ میں ایک قول چوبیس گھنٹوں میں سے بارہ گھنٹے روزہ کا وقت اور بارہ گھنٹے رات کا وقت اعتبار کرنے کا ہے، وفیہ اقوال اخر۔

(تتمة) لم أر من تعرض عندنا لحكم صومهم فيما إذا كان يطلع الفجر عندهم كما تغيب الشمس أو بعده بزمان لا يقدر فيه الصائم على أكل ما يقيم بنيته، ولا يمكن أن يقال بوجوب موالاة الصوم عليهم؛ لأنه يؤدى إلى الهلاك .فإن قلنا بوجوب الصوم يلزم القول بالتقدير، وهل يقدر ليلهم بأقرب البلاد إليهم كما قاله الشافعية هنا أيضا، أم يقدر لهم بما يسع الأكل والشرب، أم يجب عليهم القضاء فقط دون الأداء ؟ كل محتمل، فليتأمل .ولا يمكن القول هنا بعدم الوجوب أصلا كالعشاء عند القائل به فيها؛ لأن علة عدم الوجوب فيها عند القائل به عدم السبب، وفي الصوم قد وجد السبب وهو شهود جزء من الشهر وطلوع فجر كل يوم، هذا ما ظهر لي، والله تعالى أعلم (ردالمحتار، ج ١ ص ٣٦٦، كتاب الصلاة)

ولكن حال الصلاة وحال رمضان عليهم كيف يكون حكمه ولم يتوجه إلى هذا أحد إلا الشوافع توجهوا إلى الصلاة ، ويقولون :إن أهل بلغار يمرون على حساب من قريب منهم ويجدون وقت العشاء(العرف الشذى للكشميرى، ج٣ ص ٤٢٤، كتاب الفتن، باب ما جاء فى فتنة الدجال)

ولو لم تغب إلا بقدر ما بين العشاء ين فأطلق الشيخ أبو حامد أنه يعتبر حالهم بأقرب بلد يليهم وفرع عليه الزركشي وابن العماد أنهم يقدرون في الصوم ليلهم بأقرب بلد إليهم، ثم يمسكون إلى الغروب بأقرب بلد إليهم وما قالاه إنما يظهر إن لم تسع مدة غيبوبتها أكل ما يقيم بنية الصائم لتعذر العمل به عندهم فاضطررنا إلى ذلك التقدير بخلاف ما إذا وسع ذلك وليس هذا حينئذ كأيام الدجال لوجود الليل هنا وإن قصر ولو لم يسع ذلك إلا قدر المغرب أو أكل الصائم قدم أكله وقضى المغرب فيما يظهر(تحفة المحتاج فى شرح المنهاج،لأحمد بن محمد بن على بن حجر الهيتمى، ج ١ ص ٤٢٥،كتاب الصلاة)

لم يبين حكم صوم رمضان هل يجب بمجرد طلوع الفجر عند هم، أو يعتبر قدر طلوعه بأقرب البلاد إليهم، ثم رأيت قول الشارح الآتي وفرع عليه الزركشي وابن العماد إلخ ويؤخذ منه حكم ما نحن فيه سم على حج أى وهو أنهم يقدرون في الصوم ليلهم بأقرب بلد إليهم ع ش بحذف(حاشية ابن قاسم العباسى على تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ج ١، ص ٤٢٥، كتاب الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ایسے مقام وعلاقہ میں اگر رات کے غیر معمولی چھوٹا ہونے کی وجہ سے مغرب وعشاء کی نماز اور کھانا کھانے کا وقت میسر نہ آئے، بلکہ اتنا مختصر وقت ہو کہ اگر کھانا کھائے تو طلوعِ فجر ہوجانے کی وجہ سے مغرب وعشاء یا ان میں سے ایک نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہو، اور اگر نماز میں مشغول ہو، تو کھانے کا وقت ہاتھ نہ آتا ہو، تو ایسی صورت میں نماز میں مشغول ہونے کے بجائے کھانا کھانے کا حکم ہوگا، تاکہ ہلاکت کی نوبت نہ آئے، اور اس صورت میں نماز کو بعد میں پڑھا جائے گا، خواہ نماز کا وقت ختم ہوجائے، اور ایسی صورت میں نماز کو قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ سئل فضيلة الشيخ -رحمه الله تعالى :-في البلاد الإسكندنافية وما فوقها شمالاً يعترض المسلم مشكلة الليل والنهار طولاً وقصراً، إذ قد يستمر النهار 22ساعة والليل ساعتين، وفي فصل آخر العكس كما حصل لأحد السائلين عندما مر بهذه البلاد في رمضان مساء ، ويقول أيضاً بأنه قيل :إن الليل في بعض المناطق ستة شهور والنهار مثله؟ فكيف يقدر الصائم في مثل هذه البلاد؟ وكيف يصوم أهلها المسلمون أو المقيمون فيها للعمل والدراسة؟

فأجاب فضيلته بقوله :الإشكال في هذه البلاد ليس خاصًا بالصوم، بل هو أيضاً شامل للصلاة، ولكن إذا كانت الدولة لها نهار وليل فإنه يجب العمل بمقتضى ذلك، سواء طال النهار أو قصر، أما إذا كان ليس فيها ليل ولا نهار كالدوائر القطبية التي يكون فيها النهار ستة أشهر، أو الليل ستة أشهر، فهؤلاء يقدرون وقت صيامهم ووقت صلاتهم ولكن على ماذا يقدرون؟ قال بعض أهل العلم :يقدرون على أوقات مكة، لأن مكة هي أم القرى، فجميع القرى تؤول إليها، لأن الأم هي الشيء الذي تقتدي بها كالإمام مثلاً، كما قال الشاعر: على رأسه أم له تقتدي بها.

وقال آخرون :بل يعتبرون في ذلك البلاد الوسط فيقدرون الليل اثنتي عشرة ساعة، ويقدرون النهار اثنتي عشرة ساعة، لأن هذا هو الزمن المعتدل في الليل والنهار .وقال بعض أهل العلم :إنهم يعتبرون أقرب بلاد إليهم يكون لها ليل ونهار منتظم، وهذا القول أرجح، لأن أقرب البلاد إليهم هي أحق ما يتبعون، وهي أقرب إلى مناخهم من الناحية الجغرافية، وعلى هذا فينظرون إلى أقرب البلاد إليهم ليلاً ونهاراً فيتقيدون به، سواء في الصيام أو في الصلاة وغيرهما(مجموع فتاوى ورسائل العثيمين،ج١٩ ص ٣٢١،٣٢٢،كتاب الصيام، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة)

؎ وسئل الشيخ أبو حامد عن بلاد بلغار كيف يصلون فإنه ذكر أن الشمس لا تغرب عندهم إلا بمقدار ما بين المغرب والعشاء ثم تطلع فقال :يعتبر صومهم وصلاتهم بأقرب البلاد إليهم، والأحسن، وبه قال بعض الشيوخ إنهم يقدرون ذلك ويعتبرون الليل والنهار، كما قال -صلى الله عليه وسلم -في يوم الدجال الذي كسنة وكشهر :اقدروا له حين سأله الصحابي عن الصوم والصلاة فيه، وبلغار بضم الباء الموحدة وإسكان اللام وبالغين المعجمة وبالراء المهملة في آخره :أقصى بلاد الترك، وذكر لي بعضهم عمن أخبره أن الشمس إذا غربت عندهم من ههنا طلع الفجر وصار يمشي قليلا، ثم تطلع الشمس، وبهذا الجواب المذكور يحصل الجواب عن تردد أبداه القرافي في قوم لا تغيب الشمس عندهم إلا مقدار الصلاة، فهل يشتغلون بصلاة المغرب أو يشتغلون بالأكل حتى يقوون على صوم الغد إذا كان شهر رمضان(حاشية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رمضان شروع یا ختم ہونے پر دوسرے ملک پہنچنے کا حکم

(6)......جس شخص کے رمضان کے مہینہ کا آغاز کسی ایک ملک (مثلاً سعودی عرب) میں رہتے ہوئے شروع ہوا، اور پھر وہ رمضان کے مہینہ میں ایسے ملک (مثلاً پاکستان یا ہندوستان) میں چلا گیا کہ جہاں رمضان کا آغاز سابقہ مقام والے ملک سے مثلاً ایک یا دو دن بعد میں ہوا تھا، تو اب یہاں (مثلاً پاکستان یا ہندوستان) آنے کے بعد وہ شخص یہاں والوں کے ساتھ روزے رکھے گا (خواہ اس کے روزے اکتیس ہو جائیں) اور اس کے فاضل روزے نفلی شمار ہوں گے۔

اگر کوئی رمضان شروع ہونے کے بعد اس کے برعکس ایسے ملک میں چلا گیا کہ جہاں رمضان کا آغاز اس سابقہ مقام والے ملک سے مثلاً ایک یا دو دن پہلے ہو چکا تھا، اور اس کے عید کا دن وہیں شروع ہو گیا، جبکہ اس کے روزوں کی تعداد ابھی تک پوری نہیں ہوئی، تو اس کے لیے عید کا حکم اس دوسرے ملک کے اعتبار سے ہوگا، یعنی یہ وہاں کے باشندوں کے ساتھ عید کرے گا، اور اس کے ذمہ جو روزے رہ گئے، وہ ان روزوں کی عید کے بعد میں قضا کرے گا (کذا فی: احسن الفتاوی، ج۴ص۴۳۳؛ فتاوی عثمانی، ج۲ص۱۷۶، ۱۷۷، خیر الفتاوی ج۴ص۴۵؛ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۳ص۳۲۷)

فقط

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

10/ ربیع الاول/1438ھ 10/نومبر/2016ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

البجیرمی علی الخطیب، ج ا ص ۳۹۴، ۳۹۵، کتاب الصلاۃ، وقت العشاء)

لم یبین حکم صوم رمضان هل یجب بمجرد طلوع الفجر عند هم أو یعتبر قدر طلوعه بأقرب البلاد إلیهم فإن كان الأول فهو مشكل؛ لأنه يلزم عليه توالي الصوم القاتل، أو المضر إضرارا لا يحتمل لعدم التمكن من تناول ما يدفع ذلك لعدم استمرار الغروب زمنا يسع ذلك وإن كان الثاني فهو مشكل بالحكم بانعدام وقت العشاء ، بل قياس اعتبار قدر طلوعه بأقرب البلاد بقاء وقت العشاء ووقوعها أداء في ذلك القدر وهذا هو المناسب لما تقدم عن بعضهم فيما إذا لم يغب الشفق فليتأمل، ثم رأيت قول الشارح الآتي وفرع عليه الزركشي وابن العماد إلخ ويؤخذ منه حكمهما نحن فيه(حاشية ابن قاسم العبادی،علی تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ج ا ،ص ۴۲۵، کتاب الصلاۃ)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

رفعِ حاجت یا پیشاب، پاخانے(Toilet)کے آداب(قسط1)

پیشاب پاخانہ، جس کو رفعِ حاجت یا قضائے حاجت بھی کہا جاتا ہے، اس سے متعلق آداب ملاحظہ فرمائیے۔

رفعِ حاجت سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)...... پیشاب پاخانہ کے لئے رفعِ حاجت والی جگہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعاء پڑھنا سنت اور مُضِر وشیطانی اثرات سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) (ابنِ ماجہ، ترمذی)

اور بسم اللہ کے بعد یہ دعاء پڑھ لینا بھی سنت سے ثابت ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ

ترجمہ: اے اللہ! میں خبیث شیاطین مَردوں اور عورتوں سے آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں (بخاری)

مذکورہ دعاء بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہئے، اور کھلی عام جگہ جنگل وغیرہ میں قضائے حاجت کرنے لگے ہوں، اور وہ جگہ رفع حاجت کے لئے مخصوص نہ ہو تو رفعِ حاجت کے لئے بیٹھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھنی چاہئے۔

(2)...... بیتُ الخلاء سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھنا سنت اور مُضِر اثرات سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

غُفْرَانَکَ

ترجمہ: میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں (ابنِ ماجہ)

رفعِ حاجت کے اوقات سے متعلق آداب

(3)...... جس وقت بھی رفعِ حاجت یعنی پیشاب، پاخانہ کا تقاضا ہو، بلا تاخیر اس تقاضے کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور بغیر سخت مجبوری کے اس میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔

بعض لوگ کام کاج میں مصروف ہونے کی وجہ سے رفعِ حاجت کرنے میں دیر کردیتے ہیں، خاص طور پر جب کسی دوسرے کے ہاں موجود ہوں، اور خواتین اس سلسلہ میں شرم کی وجہ سے زیادہ کوتاہی کرتی ہیں اور بروقت رفعِ حاجت نہیں کرپاتیں، بعض لوگ دیر تک وضو برقرار رکھنے کے لئے رفعِ حاجت میں تاخیر کردیتے ہیں، جس کو احادیث میں بھی پسند نہیں کیا گیا، ایسا کرنے سے تن درستی متاثر ہوجاتی ہے، صحت بگڑنے لگتی ہے، کیونکہ پیشاب پاخانہ انسانی جسم کے لئے فضلہ اور بے کار چیزیں ہیں، اس لئے ان کے جسم میں غیر ضروری وقت تک ٹھہرے رہنے کی وجہ سے خراب ہوا اور گیس پیدا ہوتی ہے، نیز اس ہوا کا زہر خون میں شامل ہوکر طرح طرح کی بیماریوں کا ذریعہ بنتا ہے، چنانچہ ان حاجتوں کو غیر ضروری وقت تک روکنے کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ سر میں درد ہونے لگتا ہے، اس کے علاوہ طبیعت سست ہوجاتی ہے، کام کاج کرنے کو دل نہیں چاہتا، اور بھی کئی عوارض پیدا ہوجاتے ہیں۔

(4)...... پاخانہ بار بار روکنے کی وجہ سے آنتیں کمزور ہوجاتی ہیں، اور قبض رہنے لگتی ہے، جو پھر خود کئی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے۔

(5)...... پیشاب کو بار بار روکنے کی وجہ سے مثانہ کمزور ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ مثانہ میں پیشاب کو روکے رکھنے کی طاقت ہی نہیں رہتی، اور پیشاب قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکنے لگتا ہے، جس کی وجہ سے جسم اور لباس کی پاکی اور وضو برقرار رکھنے میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں اور نماز پڑھنے میں بھی دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔

(6)...... صبح کو نیند سے جاگنے کے بعد سب سے پہلے پیشاب، پاخانے سے فارغ ہونا چاہئے، کیونکہ جو کچھ روزانہ کھایا پیا جاتا ہے، اس کا بہترین حصہ جسم کی غذاء بن جاتا ہے، باقی خراب حصہ پیشاب، پاخانے کی شکل میں آنتوں اور مثانہ میں جمع رہتا ہے، رات بھر سونے اور لمبے وقفہ کی وجہ سے اس کو صبح نیند سے اٹھتے ہی خارج کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے، اور بلا وجہ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

Idara Ghufran

ریح (Gas) سے متعلق آداب

(7)...... آنتوں اور پیٹ میں پیدا ہونے والی ہوا یعنی ریح یا گیس کو نکلنے سے روکنا بھی صحت اور تن درستی کے لئے نقصان دہ ہے۔

غیر ضروری ہوا کو نکلنے سے روکنے کا پہلا اثر دماغ پر یہ پیدا ہوتا ہے، کہ سر میں درد ہونے لگتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی کئی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(8)...... دوسرے لوگوں کی موجودگی میں آواز سے ریح خارج کرنا بدتہذیبی سمجھا جاتا ہے اور بعض اوقات ریح کی بُو سے دوسروں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے، اس لئے ریح خارج کرتے وقت دوسروں کا لحاظ کرنا چاہئے، ایسا موقع ہو تو وہاں سے کسی طرح آگے پیچھے ہو کر ریح خارج کرنا مناسب ہوتا ہے۔

(9)...... اگر کسی کی ریح میں مستقل غیر معمولی بدبو رہتی ہو، تو اُسے کسی مناسب معالج سے علاج کرانا چاہئے یا پھر کم از کم قبض کا علاج کرنا چاہئے، اور ثقیل و بادی اور مرغن غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے، ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذاؤں کا زیادہ استعمال کرنا چاہئے۔

پیشاب و پاخانہ کے طریقہ سے متعلق آداب

(10)...... پیشاب و پاخانہ کے وقت غلاظت سے اپنے لباس اور بدن کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے، تاکہ لباس اور بدن غلاظت و نجاست اور گندگی سے محفوظ رہے، جس میں شریعت کا حکم پورا ہونے کے ساتھ ساتھ، مختلف جراثیم اور بیماریوں سے حفاظت کا بھی انتظام موجود ہے۔

(11)...... پیشاب، پاخانہ کے لئے بلاضرورت دیر تک بیٹھے رہنا پسندیدہ عمل نہیں، اس سے کئی دماغی و ذہنی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، خاص طور پر اس سے وسوسے اور بُری سوچیں پیدا ہو کر دل و دماغ کو متاثر کرتی ہیں، اس لئے بیت الخلاء سے ضرورت پوری کرنے کے بعد جلد برآمد ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(12)...... پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بلاضرورت کسی سے بات کرنا، بلاضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا زبان سے پڑھنا، سلام کرنا یا سلام اور اذان وغیرہ کا زبان سے جواب دینا اچھا نہیں۔

آج کل بعض لوگ بغیر کسی سخت مجبوری کے فرصت کا وقت سمجھ کر بیت الخلاء میں بیٹھ کر ٹیلی فون وغیرہ پر بات چیت کرتے ہیں اور اخبار و رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں، جو کہ غلط طرزِ عمل ہے، اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

البتہ اگر بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں کوئی ضروری فون آجائے، اور اس وقت موبائل پر بات کرنا ضروری ہو، تو ایسی مجبوری میں بقدرِ ضرورت بات کرنے میں حرج نہیں۔

(13)......جس طرح رفع حاجت کرتے وقت بولنا چالنا وغیرہ بُری بات ہے، اسی طرح رفع حاجت کے وقت لکھنا پڑھنا بھی بُری بات ہے، آج کل جولوگ رفع حاجت کے وقت در ودیوار وغیرہ پر مختلف چیزیں اور نام یا فون نمبر وغیرہ لکھ دیتے ہیں اور بعض بدفطرت قسم کے لوگ گندے اور فحش الفاظ تک بھی لکھ دیتے ہیں، یہ شرعاً اور اخلاقاً سخت بُری اور گندی حرکت اور حیاء وغیرہ کے خلاف طرزِ عمل ہے، جس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اور دوسروں کو بھی اس حرکت سے بچنے کی تلقین کرنی چاہئے۔

(14)...... قضائے حاجت کے وقت نظر کو حیا کے ساتھ جھکا کر رکھنا چاہئے، اور بلاضرورت شرمگاہ یا اس سے خارج ہونے والی نجاست کو دیکھنے اور چھونے اور اپنے بدن یا شرمگاہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ حیاء وغیرت کے خلاف ہے، اور اس کے دل ودماغ پر غلط اثرات پڑتے ہیں، اسی طرح خارج ہونے والی نجاست پر تھوکنے سے بھی بچنا چاہئے، یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔

(15)...... پیشاب، پاخانہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر کرنا چاہئے، بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہوکر کرنا اچھا طریقہ نہیں، البتہ اگر کوئی مجبوری ہو، مثلاً بیماری یا جگہ کی تنگی وغیرہ ہو تو علیٰحدہ بات ہے۔

آج کل پیشاب پاخانہ کے لئے انگریزی طرز کی کرسی نما سیٹیں رائج ہونے لگی ہیں، جو اصل میں تو مریضوں اور بیماروں کے لئے کارآمد ہیں، لیکن اب ان کا بلاضرورت استعمال شروع ہوگیا ہے، جس پر بیٹھ کر پاکی حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے، اور پیشاب وغیرہ کی ناپاک چھینٹیں جسم اور لباس پر پڑنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں، اس لئے بلاضرورت اس کو استعمال کرنے سے پرہیز کرنے میں احتیاط ہے، اور اگر کوئی استعمال کرے، تو نجاست وغلاظت سے اپنے بدن اور لباس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(16)......قبلہ کی طرف رُخ کرکے یا پشت کرکے پیشاب پاخانہ کرنے سے پرہیز کیجئے، اور اگر کبھی مجبوری میں ایسا کرنا پڑ جائے تو بیٹھتے وقت تھوڑا بہت رخ یا پشت دائیں بائیں کرلینا مناسب ہے، البتہ کوئی مریض یا معذور ہو، جس کو کسی اور طرف رخ کرنا مشکل ہو تو مجبوری کی صورت میں قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنے میں حرج نہیں۔

(17)......بہتر یہ ہے کہ اگر عذر نہ ہو، تو قضائے حاجت کرنے کے لئے سر ڈھانک کر داخل ہوں، ویسے ننگے سر ہو کر داخل ہونے میں بھی بذاتِ خود گناہ نہیں۔

(18)......پیشاب پاخانہ کے وقت جسم کے تمام کپڑے اتار کر برہنہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ بقدرِ ضرورت کپڑے اتارنے پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور جتنا بدن ننگا کرنے کی ضرورت ہو، تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہو کر یہ عمل کریں، اُتنا ہی بہتر اور حیاء کے مطابق ہے۔

(19)......قضائے حاجت کے وقت دونوں پاؤں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھنا مستحب ہے، تاکہ قضائے حاجت میں آسانی وسہولت رہے، اور لباس، ٹانگیں وغیرہ چھینٹوں سے محفوظ رہیں۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر زیادہ وزن ڈالنا بھی بہتر ہے، اس سے قضائے حاجت آسانی سے ہوتی ہے، لیکن بعض لوگ جو اس طرح کی چیزوں پر بہت زور دیتے ہیں، اور ان چیزوں کی حد سے زیادہ اہمیت وتاکید بتلا کر لوگوں کو تکلیف ومشقت میں ڈالتے اور اس کی خلاف ورزی پر نکیر کرتے ہیں، یہ صحیح طرزِ عمل نہیں۔ (جاری ہے............)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط20 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کی مصر کی طرف روانگی

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خسر کے گھر اجارہ کی مدت پوری کرنے یعنی بکریاں چرانے کے لیے مقیم رہے، اور جیسا کہ پہلے گزرا مستند روایات کے پیشِ نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کامل عرصہ یعنی دس سالہ مدت کو پورا کیا۔

قرآن مجید نے یہ نہیں بتایا کہ مدت پوری ہونے کے کتنے عرصہ بعد تک حضرت موسیٰ نے شیخِ مدین کے یہاں قیام کیا۔

اکثر مفسرین کے نزدیک مدت ختم ہونے کے فوراً بعد ہی حضرت موسیٰ، مصر کو روانہ ہو گئے، اور ان کے خسر نے روانگی والے سال میں بکریوں نے جس قدر بچے جنے تھے، ان کے حوالے کر دیئے، اور حضرت موسیٰ اپنی بیوی اور بکریوں کے ریوڑ کو لے کر چل پڑے۔ [1]

البتہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مدت ختم ہونے کے فوراً بعد حضرت موسیٰ مصر کی طرف روانہ نہیں ہوئے، بلکہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت موسیٰ بکریاں چراتے ہوئے کوہِ طور کی طرف نکل گئے تھے، جہاں پر ان کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا، اور فرعون کی طرف ان کو مبعوث کیا گیا (کذا فی قصص الانبیاء) [2]

---

[1] وقال مجاهد لما قضى موسى الاجل مكث بعد ذلک عند صهره عشرا اخر فاقام عنده عشرين سنة ثم استأذنه فى العود الى مصر فاذن له فخرج الى مصر وسار بأهله (التفسير المظهرى، ج۷ص ۱۶۱، سورة القصص)

[2] ان حضرات کے نزدیک جو مفسرین مدت پوری ہونے کے فوراً بعد مصر کی طرف نکلنے کو ترجیح دیتے ہیں، ان کا یہ قول شاید اس پر مبنی ہو کہ سورہ قصص کی مذکورہ آیت میں ہے:

''پس جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے اہل کو لے کر چل دیا، تو محسوس کیا طور کی جانب آگ کو''

ان حضرات نے مدت کے پورا ہونے اور روانگی کے بیان میں جو قربت ہے، اس سے یہ اندازہ کر لیا کہ وہ فوراً ہی روانہ ہو گئے، حالانکہ جب تک خاص قرینہ موجود نہ ہو، اس وقت تک ''واؤ'' نہ تعقیب پر دلالت کرتی ہے، اور نہ ترتیب پر۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس معاملہ میں بہتر تو یہی ہے کہ حقیقتِ حال کواللہ تعالیٰ کے سپرد ہی کر دیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت پوری ہونے کے بعد کتنا عرصہ شیخِ مدین گھر رہے۔

تاہم قرآن مجید کا اسلوبِ بیان یہ ضرور رہنمائی کرتا ہے کہ عام کتبِ تفسیر میں جو یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ روانگی جو سورہ طٰہٰ اور سورہ قصص میں مذکور ہے، مصر کے لیے تھی، غالباً قرائن کے زیادہ قریب نہیں، کیونکہ اگر حضرت موسیٰ مصر کے ارادہ سے چلے تھے، تو جب وادیِ مقدس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو کہا گیا کہ ظالم فرعون اوراس کی قوم کی طرف جاؤ، اوران کو سمجھاؤ، تو حضرت موسیٰ جواب میں یہ نہ فرماتے کہ:

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ (سورة القصص، رقم الآية ۳۳)

یعنی''موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں نے ان (مصریوں) کے ایک آدمی کو مارڈالا تھا، پس مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھ کو نہ مارڈالیں (اگر میں مصر گیا)''

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ (سورة الشعراء، رقم الآية ۱۴)

یعنی''اوران (مصریوں) کا میں نے ایک گناہ کیا ہے، پس میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو قتل کر دیں گے''

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تورات بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ مدت ختم ہونے پر فوراً ہی مصر روانہ نہیں ہو گئے تھے، بلکہ بکریاں چراتے ہوئے بھولے بھٹکے جب''وادی مقدس''میں پہنچ کر اللہ کا حکم ملا کہ بنی اسرائیل کو غلامی سے رہا کراؤ، اور مصر جا کر فرعون کے ظلم سے ان کو نجات دلاؤ، تب وہ مصر روانہ ہوئے۔

چنانچہ توراۃ میں ہے:

اور موسیٰ اپنے سسر یترو کے جو مدیان کا کاہن تھا، گلے کی نگہبانی کرتا تھا، تب اس نے گلے کو بیابان کی طرف ہانک دیا، اور خدا کے پہاڑ حورب کے نزدیک آیا، اس وقت خدا کا فرشتہ ایک بوٹے میں سے آگ کے شعلہ میں اس پر ظاہر ہوا، اس نے نگاہ کی، تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بوٹا آگ کا روشن ہے، اور وہ جل نہیں جاتا ......
اب دیکھ بنی اسرائل کی فریاد تجھ تک آئی، اور میں نے وہ ظلم جو مصری اِن پر کرتے ہیں دیکھا ہے، پس اب تو جا میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں، میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں، مصر سے نکال (خروج، باب ۳، آیت ۱-۱۰)

تب موسیٰ روانہ ہوا اور اپنے سسر یترو کے پاس گیا اور اسے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے رخصت دے کہ اپنے بھائیوں کے پاس جو مصر میں ہیں جاؤ (خروج، باب ۴، آیت ۱۸)

(بحوالہ قصص الانبیاء، ج ا ص ۲۹۷''حضرت موسیٰ وہارون'')

یہ جواب بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس گفتگو کے وقت تک قتل والے معاملہ کی وجہ سے حضرت موسیٰ کو مصر جانے کا حوصلہ نہیں تھا، البتہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا، اور اس وقت مصر جانے کا حکم ملا، تو حضرت موسیٰ، اللہ تعالیٰ سے اپنا اطمینان کر کے یہیں سے مصر روانہ ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے اپنے خسر کے پاس جا کر اجازت لینے کی بھی پروا نہیں کی۔

بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین میں ایک عرصہ قیام کیا، اور اس پوری مدت میں اپنے خسر کے مویشیوں کی گلہ بانی کرتے رہے۔[۱] (جاری ہے............)

---

[۱] تورات میں مذکور ہے کہ اس قیام کے زمانہ میں حضرت موسیٰ کا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا، جس کا نام ''جیرسون'' رکھا، مدیانی عبرانی زبان میں اس کے معنیٰ ''غربت ومسافرت'' کے ہیں، گویا کہ حضرت موسیٰ نے بیٹے کے نام میں اپنی ''مسافرت'' کو بطور یادگار قائم رکھا، تاکہ خاندان والوں کو یاد رہے کہ اس بچہ کی ولادت غربت ومسافرت میں ہوئی تھی، تورات کی عبارت یہ ہے:

''اور اس نے اپنی بیٹی صفورہ موسیٰ کو دی، وہ بیٹا جنی، اس نے اس کا نام ''جیرسون'' رکھا، کیونکہ اس نے کہا میں اجنبی ملک میں مسافر ہوں'' (خروج، باب ۲، آیت ۲۱-۲۲)

(بحوالہ قصص الانبیاء، ج۱ص ۲۹۸ ''حضرت موسیٰ وہارون'')

Awami Poultry

Hole sale center

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

طب و صحت

مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط12)

معدہ کا السر (Stomach Ulcers)

معدہ کے السر کا مطلب ’’معدہ میں زخم کا ہوجانا ہے‘‘۔

آج کل یہ مرض بھی عام ہونے لگا ہے، جس کی وجہ کھانے پینے میں بے اعتدالی، یعنی ضرورت سے زیادہ کھانا پینا، غیر صاف اور غیر معیاری کھانوں کا کھانا، خاص طور پر بازار اور ہوٹلوں اور تیز مسالہ جات والے چٹپٹے کھانے کھانا ہے، بعض اوقات یہ مرض رنج وغم وغیرہ کی وجہ سے بھی پیدا ہوجاتا ہے۔

اس مرض کے دوران معدہ اور خاص کر سینے کی ہڈی اور ناف کے درمیان میں جلن، خارش اور درد ہوتا ہے، اس مرض کے دوران غذا صحیح طرح بدن کا جزو نہیں بنتی، بعض اوقات خون کے ساتھ قے بھی آجاتی ہے، اس مرض کے ابتدائی دنوں میں معدہ میں جکڑن محسوس ہوتی ہے، پھر پیٹ کے اوپر پسلیوں کے درمیان درد محسوس ہونے لگتا ہے، معدہ کو دبانے سے درد اور دکھن میں اضافہ ہوتا ہے، بعض اوقات قے آنے سے درد میں افاقہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

کھانا کھانے کے بعد معدہ کے درد کی شکایت میں کمی محسوس ہوتی ہے، اور خالی پیٹ ہونے پر تکلیف میں اضافہ محسوس ہوتا ہے، اس مرض کے دوران بدہضمی کی علامات ظاہر ہوتی ہیں، بھوک نہیں لگتی یا کم لگتی ہے، کھانے کے بعد پیٹ پھول جاتا ہے، کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، متلی کے ساتھ منہ میں پانی بھر آتا ہے، سینہ پر بوجھ محسوس ہوتا ہے، پیٹ میں درد اور کبھی مروڑ بھی اٹھتا ہے، بعض اوقات منہ میں دانے بھی نکل آتے ہیں، معدہ کی خرابی سے بعض اوقات دردِ سر، آدھے سر کا درد، نظر کی کمزوری، قبض، بواسیر، آنتوں اور پٹھوں کی کمزوری کی شکایت بھی پیدا ہوسکتی ہے۔

شہد کا استعمال اس مرض میں نہایت مؤثر سمجھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ سینے میں جلن کا جو نسخہ پہلے ذکر کیا گیا، یعنی سونٹھ اور ملیٹھی کا سفوف ہم وزن روزانہ کھانے کے بعد بقدرِ ضرورت استعمال کرنا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

بعض ماہرین نے گوبھی کا جوس آنتوں کے السر کے لیے مفید دوا قرار دیا ہے۔
”جو“ کا دلیہ اس مرض کے دوران مؤثر ترین نسخہ ہے۔
اس کے علاوہ سوتے وقت زیتون کا ایک بڑا چمچہ استعمال کرنا اس مرض کا عمدہ علاج شمار کیا گیا ہے۔
کھانا خوب بھوک لگنے پر کھائیں، تیز گرم چیزوں اور بادی اشیاء مثلاً بڑا گوشت، انڈہ اور تلی ہوئی چیزوں اور غیر معیاری اور غیر صاف خاص طور پر بازاری کھانوں سے حتی الامکان پرہیز رکھیں، روزانہ چہل قدمی کا معمول بنائیں۔

اپنڈکس (Appendix)

اپنڈکس دراصل چھوٹی آنت کے آخری اور بڑی آنت کے نچلے سرے کے قریب ایک کیچوے نما آنت ہوتی ہے، اسے اندھی آنت بھی کہا جاتا ہے۔
اپنڈکس نام کی آنت پیدائشی طور پر ہر انسان کے جسم میں موجود ہوتی ہے، عام طور پر اس آنت کے بند ہو جانے سے اس میں جراثیم کی افزائش شروع ہو جاتی ہے، جو بعد میں سوزش اور درد کا سبب بنتی ہے، اسی کو اپنڈکس کہہ دیا جاتا ہے۔
یہ بیماری کسی بھی عمر میں، مرد یا عورت کسی کو لاحق ہوسکتی ہے، البتہ ابھرتی ہوئی جوانی میں اور اسی طرح خواتین کے مقابلہ میں مرد حضرات اس بیماری میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔
اس بیماری کی ابتدا میں ناف کے گرد، پیٹ کے نچلے حصہ میں دائیں طرف درد محسوس ہوتا ہے، پھر جس طرح وقت کے ساتھ ساتھ اپنڈکس میں سوزش اور تکلیف بڑھتی ہے، اسی کے ساتھ اس کا سائز بھی بڑھتا جاتا ہے، اس بیماری کے دوران یادداشت پر بھی اثر پڑتا ہے، اور متلی اور قے بھی ہوسکتی ہے، اور ہلکا یا درمیانہ بخار بھی ہوسکتا ہے، پیشاب کا جلن کے ساتھ آنا اور بھوک کا ختم ہو جانا بھی، اس مرض کی علامت ہے۔
اگر درد ناف کے گرد شروع ہو، اور پیٹ کے دائیں اور نچلے چوتھائی حصہ میں منتقل ہو جائے، تو یہ اپنڈکس کی اہم علامت ہے۔
لیکن بعض اوقات اسی طرح کے درد کی وجہ سے دائیں گردہ کے درد، بڑی اور چھوٹی آنت کی سوزش بھی ہوسکتی ہے، جس کو اپنڈکس کی بیماری سمجھا جاسکتا ہے، اپنڈکس کی جگہ کو دبانے سے اس میں سخت درد اور تکلیف کا ہونا، اس مرض کی اہم علامت ہے، خون کے ٹیسٹ سے بھی اپنڈکس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے، اگر

خون میں سفید ذرات یا سیلز معمول سے زیادہ ہوں، تو یہ اپنڈکس کی علامت شمار ہوتی ہے۔
موددہ دور میں اس مرض کا پتہ چلانے کے لیے الٹرا ساؤنڈ کرایا جاتا ہے، پیشاب میں پیپ اور جراثیم ہونے کا ٹیسٹ کرایا جاسکتا ہے۔
اگر یہ مرض زیادہ وقت تک باقی رہے، تو اپنڈکس کے پیٹ میں پھٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے، جس کے بعد اس مرض کو کنٹرول کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اگر مریض کو پیٹ میں شدید درد ہو، اور سوجن ہوجائے، پھر اچانک درد میں افاقہ ہوجائے، تو یہ اپنڈکس کے پھٹنے کی علامت ہوسکتی ہے۔
آج کل اپنڈکس کا موثر علاج آپریشن سمجھا جاتا ہے، اور آپریشن کے بجائے دواؤں پر اکتفا کرنا اور بار بار معالج کو بدلنا، اپنڈکس کے پھٹنے کا سبب بن سکتا ہے۔
اپنڈکس کے پھٹنے کا سبب اس میں پیپ کا بھرنا اور مسلسل ورم آکر انتہا کو پہنچ جانا ہے، اپنڈکس کے پھٹنے سے پیٹ کے اندر موجود قرب وجوار کے حصے، اس کے زہر سے متاثر ہوجاتے ہیں، جس کے بعد علاج میں مشکل پیش آسکتی ہے۔　(جاری ہے............)

حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اور طرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین و دین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اور زندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اور آدابِ زندگی کا مجموعہ

اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شادی کو سادی بنایئے

نکاح کی فضیلت واہمیت، نکاح کے فرض، سنت اور حرام وغیرہ ہونے کی صورتیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے مسنون ومستحب نکاح کے نمونے، شادی کو آسان اور سادی بنانے کا حکم اور اس کا طریقہ، شادی کو سادی بنانے کے دنیوی اور اخروی فوائد ونتائج، کبر وعُجب، ریا کاری، نمود ونمائش اور اسراف پر مشتمل رسموں کی دنیوی واُخروی تباہ کاریاں، اور ان کا نعم البدل، منگنی، نکاح، مہر، ولیمہ اور جہیز کا مدلّل ومفصّل حکم

مصنّف: مفتی محمد رضوان

اخبارِ ادارہ مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......29/شعبان/6/13/20/27/رمضان، متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

□......یکم/8/15/22/29رمضان، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں۔

□......30/شعبان، ہفتہ کی شام رمضان کے چاند کا اعلان ہوتے ہی ادارہ میں حسبِ سابق تراویح میں قرآن مجید سنانے کے مختلف حلقے قائم ہوگئے، حضرت مدیر صاحب اور آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ریحان صاحب، مسجدِ غفران میں قرآن مجید سنارہے ہیں، ادارہ کے مختلف حصوں میں مولانا طارق محمود صاحب (ڈھائی پارے روزانہ) قاری محمد طاہر صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب (ڈھائی پارے روزانہ) حافظ محمد عفان صاحب (دوپارے روزانہ) مولانا غلام بلال صاحب (ڈیڑھ پارہ روزانہ) اور بندہ امجد حسین (ڈیڑھ پارہ روزانہ) سنارہے ہیں، مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب (ڈیڑھ روزانہ) اور مولانا محمد طلحہ صاحب اور مولانا عبدالوہاب صاحب جامع مسجد نمرہ (صادق آباد) میں (سواپارہ روزانہ) سنارہے ہیں، مسجد بلال (صادق آباد) میں مفتی محمد یونس صاحب کے ہاں قاری شہباز صاحب سنارہے رہیں، اور مولانا محمد فرحان صاحب (ائرپورٹ سوسائٹی میں) روزانہ سواپارہ سنارہے ہیں، مولانا شعیب احمد صاحب صادق آباد، ایک مکان میں اور حافظ صہیب احمد صاحب اپنے گھر میں قرآن مجید سنارہے ہیں۔

□......04/رمضان، بدھ، مفتی محمد یونس صاحب کی پوتی، یعنی مولانا شعیب احمد صاحب کی بیٹی کی ولادت ہوئی، ''سُنینہ مریم'' نام تجویز ہوا، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے گھرانے کے لیے ''قرۃ عین'' بنائے، صحیح سالم، صحت وعافیت کے ساتھ رکھے۔

□......08/رمضان، اتوار، دن بارہ بجے، حضرت مدیر صاحب کا جناب نعمان مظہر قریشی صاحب کے گھر (محلّہ کرتارپورہ) میں خواتین کے لئے اصلاحی بیان ہوا۔

□......11/رمضان، بارہویں شب، قاری محمد طاہر صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......12/رمضان، تیرہویں شب، مولانا طارق محمود صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

Idara Ghufran

❑......14/ رمضان، پندرہویں شب، حافظ محمد عفان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......18/ رمضان، انیسویں شب، بروز اتوار، بندہ امجد کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......19/ رمضان، بیسویں شب، مولانا غلام بلال صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......19/ رمضان، بیسویں شب، مولانا شعیب احمد صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......20/ رمضان، اکیسویں شب، مسجدِ نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑...... 21/ رمضان، بائیسویں شب، بروز ہفتہ، مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب اور حافظ محمد ریحان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، وعظ و بیان اور تلاوت وغیرہ کی مختصر تقریب اور دعاء ہوئی۔

❑......22/ رمضان، تیئیسویں شب، مفتی محمد یونس صاحب کی مسجد بلال میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......23/ رمضان، چوبیسویں شب، مولانا طلحہ اور مولانا عبدالوہاب صاحبان کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......26/ رمضان، ستائیسویں شب، بروز جمعرات، مولانا محمد فرحان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

❑......ادارہ غفران کے زیرِ انتظام تعمیرِ پاکستان سکول میں رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی خواتین کے لئے درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے، روزانہ صبح نو بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک بندہ محمد امجد درس دیتا ہے۔

TOYOTA GENUINE PARTS

حافظ احسن: 0322-4410682

HONDA GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555

این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/مئی/2017ء/24/شعبان/1438ھ: پاکستان: پاکستانی معاشی ترقی 9سالہ بلند ترین سطح پر آ گئی، رواں سال معاشی ترقی 5.2فیصد رہی، آیندہ 5.6 تک جانے کی توقع 22/مئی: پاکستان: سعودی حکومت کا شوال میں بھی عمرہ ویزے جاری کرنے کا فیصلہ، پاکستان سے اس سال عازمین عمرہ کی تعداد 11لاکھ سے متجاوز ہونے کا امکان 23/مئی: پاکستان: چینی ساختہ جدید بحری جہاز پاکستان میری ٹائم کے بیڑے میں شامل، جہاز جدید مشینری اور ساز وسامان سے لیس ہے، تقریب میں چینی سفیر دیگر اعلیٰ احکام کی شرکت آزربائیجان کا پاک چین راہداری منصوبے میں شمولیت کا اعلان 24/مئی: برطانیہ: مانچسٹر میوزک کنسرٹ کے دوران دھماکے، 22ہلاک، 59زخمی، برطانیہ بھر میں سیکورٹی ہائی الرٹ، انتخابی مہم معطل، پاکستان سمیت عالمی برادری کی شدید مذمت، برطانیہ سے اظہارِ یکجہتی 25/مئی: پاکستان: غیر معیاری اشیائے خورد ونوش کے خلاف کریک ڈاؤن کا سلسلہ جاری، 9ماہ میں 167برانڈز کی فوڈ آئٹم اور منرل واٹر کے پیداواری یونٹ سربمہر 26/مئی: پاکستان: ملکی معیشت 300ارب ڈالر سے متجاوز، شرح نمو 5فیصد کی حد عبور کر گئی، اقتصادی سروے جاری بجلی کی قیمت میں 1.96روپے یونٹ کمی کی منظوری 27/مئی: پاکستان: 48 کھرب کا وفاقی بجٹ پیش، تنخواہوں میں 10فیصد اضافہ، موبائل فونز، گاڑیاں، کھاد، پولٹری فارم مصنوعات، زرعی مشینری سستی، میک اپ کا سامان، سگریٹ، چھالیہ، سریا سیمنٹ، ادویہ مہنگی، دفاعی بجٹ میں 7فیصد اضافہ، 920ارب روپے مختص 28/مئی: کشمیر: بھارتی دہشتگردی، 12 کشمیری جوان شہید، جگہ جگہ مظاہرے جھڑپیں، درجنوں زخمی 29/مئی: پاکستان: عالمی بینک نے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کی ریٹنگ بڑھا دی، بین الاقوامی ترقی کے شعبے نے سالانہ جائزے میں اے گریڈ دے دیا 30/مئی: پاکستان: پنجاب اسمبلی، نہتے کشمیریوں پر بھارتی مظالم کے خلاف قرارداد متفقہ منظور 31/مئی: بھارت: بابری مسجد شہید، 3بی جے پی رہنماؤں پر فردِ جرم عاید یکم/جون: پاکستان: پیٹرول 1.20، ڈیزل 1.60روپے لیٹر سستا، مٹی کے تیل کی قیمت برقرار پاکستان نیوی نے برطانیہ سے ویسٹ لینڈ سی کنگ ملٹی رول کے سات ہیلی کاپٹرز حاصل کر لیے، 2016میں آرڈر دیا گیا تھا 2/جون: پاکستان: سری لنکا سیلاب، پاکستان نیوی کی غوطہ خور ٹیموں نے ریسکیو بوٹس کو استعمال میں لاتے ہوئے، اب تک سینکڑوں افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا 3/جون: پاکستان: پنجاب کابینہ، 5مرلہ کے مکان پر ٹیکس لگانے کی تجویز مسترد، پراپرٹی ٹیکسوں کی شرح اور ٹوکن ٹیکسوں کی

www.idaraghufran.org

قیمتوں میں اضافے کی محکمہ ایکسائز کی تجاویز منظور نہ ہوئیں ✍ 4 / جون: پاکستان: کنٹرول لائن، آزاد کشمیر کے تتہ پانی سیکٹر میں بھارتی فوج کی مسلسل سیز فائر کی خلاف ورزی، پاک فوج کی جوابی کاروائی، 5 بھارتی ہلاک، متعدد بنکر تباہ ✍ 5 / جون : پاکستان: مشتبہ افراد کے بینک اکاؤنٹس منجمد 30 لاکھ ڈالر کی رقم ضبط، نیکٹا ✍ 6 / جون: پاکستان: پاک بھارت ڈی جی ایم اوز رابطہ جنگ بندی برقرار رکھنے پر اتفاق ✍ 7 / جون: پاکستان: کے پی اور کشمیر میں بارشیں، کئی مکانات کی دیواریں گر گئیں ✍ 8 / جون: قطر: قطر وعرب تنازع، تعلقات منقطع ہونے کی وجہ سے دوحہ میں خوراک کی کمی کا خطرہ، ترک صدر کا دوحہ سے تعاون کا اعادہ، پاکستان ثالثی کے لیے تیار ✍ 9 / جون: پاکستان: باردانے کی تقسیم میں کرپشن، پاسکو کی گندم خریداری مہم میں باردانے کے اجراء میں سنگین کرپشن، 5 مراکز کا ریکارڈ قبضے میں لے لیا گیا ✍ 10 / جون: پاکستان: پاکستان شنگھائی تعاون تنظیم کا رکن بن گیا ☚ برطانوی انتخابات، تھریسا اکثریت برقرار رکھنے میں ناکام، مخلوط حکومت کے لیے ملکہ سے اجازت لے لی، حکومت سازی کے لیے ڈی یو پی سے معاملات طے ✍ 11 / جون: پاکستان: پنجاب کابینہ نے قائداعظم سولر پلانٹ کی نجکاری اور تھرمل پاور کمپنی بنانے کی منظوری دے دی، پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فائنڈیشن ایکٹ 2004، صوبائی موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کے 12 شیڈول میں ترمیم، اور پنجاب زکوٰۃ وعشر ایکٹ 2016 بھی منظور، اوزان وپیمائش انٹرنیشنل سسٹم انفورسمنٹ رولز میں ترامیم، اور پنجاب پنشن فنڈ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کی بھی منظوری ✍ 12 / جون: پاکستان: الیکشن کمیشن، حساس پولنگ اسٹیشنوں پر 80 ہزار کیمرے لگانے کا فیصلہ، آئی پی ڈے اینڈ نائٹ ویژن کیمرے، 20 ہزار ریکارڈنگ ڈیوائسز اور 20 ہزار یو پی ایس اور مانیٹرنگ ڈسپلے بھی خریدے جائیں گے ✍ 13 / جون: پاکستان: ایک ہی عید کے لیے رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس پشاور میں طلب، پختونخوا یا فاٹا میں کہیں چاند نظر آیا، تو شہادتیں براہِ راست نوٹ کی جاسکیں گی ✍ 14 / جون: بنگلہ دیش: بارشوں اور لینڈ سلائیڈنگ سے 134 افراد ہلاک ✍ 15 / جون: پاکستان: پچیس ہزار اساتذہ کی برطرفی کا فیصلہ واپس، 5 سالہ کنٹریکٹ دینے کی منظوری، تمام ضلعی افسران کو ان اساتذہ کے کنٹریکٹ میں توسیع اور عید الفطر پر بروقت تنخواہیں ادا کرنے کے احکامات جاری، ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم۔

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

www.idaraghufran.org

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ:تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھٹنیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول

اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

﴿علاج برائے خواتین﴾

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

﴿علاج برائے مرد حضرات﴾

شہر یار صاحب

زیرِ انتظام

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

نافع

صراط SERAAT

فقہ المعاملات کو اپنی محنت کا میدان بنایئے

''نافع'' میں مفتیانِ کرام کی ضرورت

''نافع'' کا تعارف

☆ ''نافع'' پچھلے نو سال سے شعبہ معاملات میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سرگرم عمل ہے۔

☆ ''نافع'' کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک و ہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔

☆ ''نافع'' ۵۰ سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔

☆ ''نافع'' سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

نافع میں شمولیت سے آپ مندرجہ ذیل فوائد حاصل کر سکتے ہیں

☆ کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔

☆ مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ (Shariah Analysis) کے ذریعہ مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خود اعتمادی میں اضافہ۔

☆ کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں (Skills) کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹس، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاء، منیجمنٹ اسکلز وغیرہ۔

☆ معاملات میں معاصر عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

مستقبل میں کاروباری اداروں میں بحیثیت شرعی مشیر کی خدمات کے مواقع۔

درج ذیل کوائف کے حامل افراد درخواست دے سکتے ہیں

☆ درسِ نظامی مع تخصص فی الافتاء ☆ انگریزی سے مناسبت

معقول وظیفہ

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں، اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی، اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

نافع: 5-L، گلبرگ II، لاہور۔ موبائل: 0322-4456244

ای میل: naafey@gmail.com ویب سائٹ: www.naafey.com

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائینز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

www.idaraghufran.org

رانا فرقان
0335-9449021

محمد یاسین
0333-5133712

مکتبہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ درسی کتب اصلاحی کتب

اور بیروت کی کتب

آدھی قیمت پر دستیاب ہیں

اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی

فون: 051-5557877

پاکستان میں پہلی بار 100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل و حمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کر رہا ہے، جنہیں کسی ’’پاسچرائزیشن‘‘ (Pasteurisation) اور ’’اسٹریلائزیشن‘‘ (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

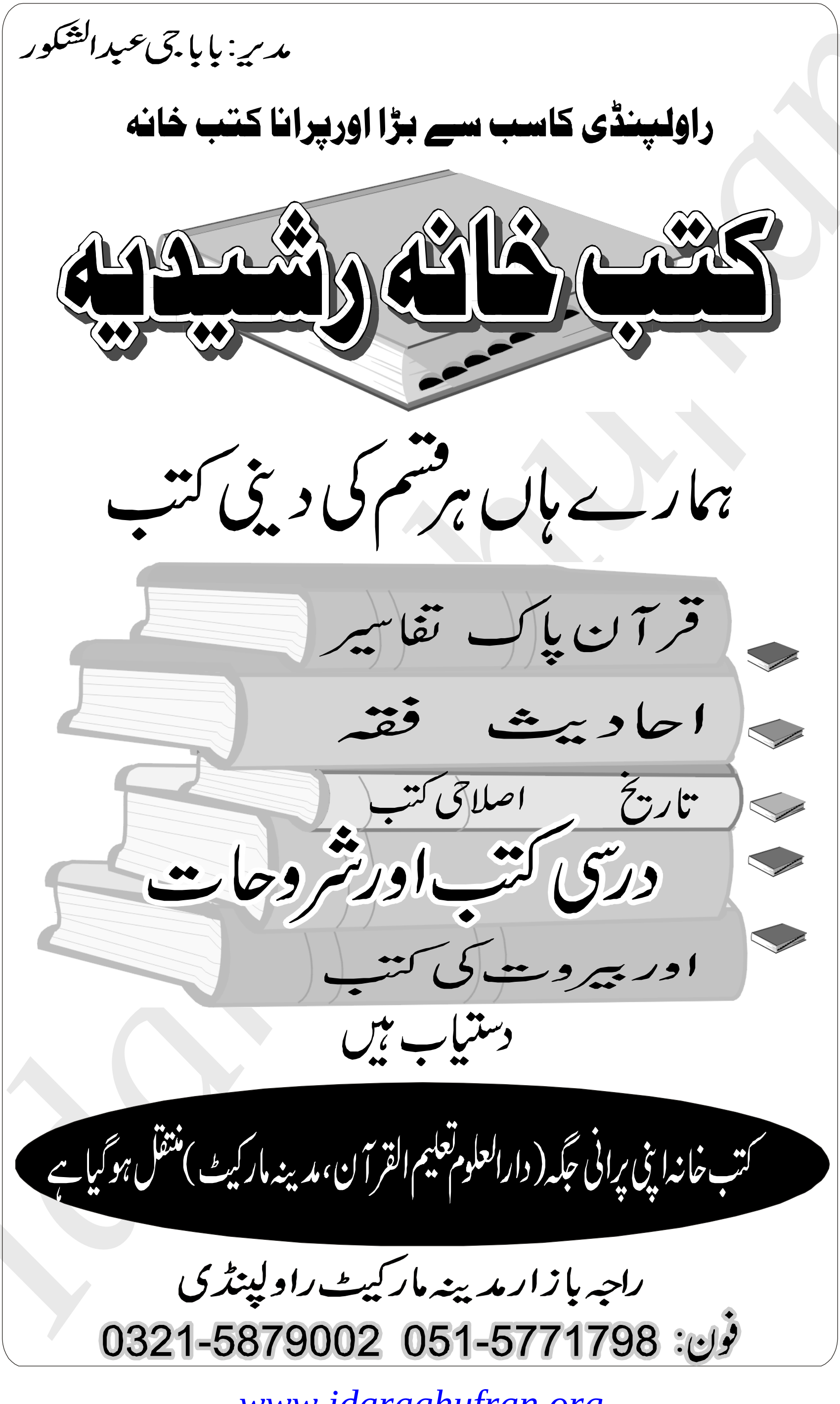
مدیر: بابا جی عبدالشکور
راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ
کتب خانہ رشیدیہ
ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب
قرآن پاک تفاسیر
احادیث فقہ
تاریخ اصلاحی کتب
درسی کتب اور شروحات
اور بیروت کی کتب
دستیاب ہیں
کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے
راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی
فون: 051-5771798 0321-5879002

ان کو یاد کرنا ہمارا حق ہے

ہم سب جانتے ہیں کہ موت برحق ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف جانا ہے

جہاں ہمارے بڑے گئے ہیں۔ ان کو اس جہاں میں آپ کے ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔

آگے ''نیکیوں کا موسمِ بہار'' یعنی رمضان المبارک آرہا ہے۔ اس میں ہر نیکی دس سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے

آپ بھی نیکی کریں اور نیکی کرنے کے اسباب مہیا کریں۔ قرآن کریم اور سپارے مساجد، مدارس اور پڑھنے والے احباب تک پہنچائیں اور اس کارِ خیر کا ثواب اپنے بڑوں تک پہنچائیں، آپ آج اپنے بڑوں کی طرف کچھ بھیجیں گے تو کل آپ کے چھوٹے آپ تک کچھ بھیجیں گے، لہٰذا پہلی فرصت میں تشریف لائیے، ہم آپ کے نیک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کے مددگار بنیں گے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ

راولپنڈی سیل ایجنسی
فون: 051-5534774

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، بالمقابل اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک راولپنڈی

مختلف سائزز، دیدہ زیب چھپائی، بہترین جلد بندی اور خوبصورت کتابت

قرآن مجید ❀ سپارہ سیٹ ❀ مجموعہ وظائف